تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　۱۴ تا ۲۰ اگست ۱۹۹۷ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

## پاکستان سے وابستہ امیدیں اور آرزوئیں

مسلمان زعماء میں سے مولانا ابوالکلام آزاد قیام پاکستان کے شدید ترین مخالف تھے' لیکن پاکستان بننے کے بعد انہوں نے بھی یہ کہا تھا کہ جب تک پاکستان نہیں بنا تھا مسئلہ اور تھا' مگر اب اسلام کی عزت پاکستان کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہے۔ کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایک اہم سیاسی راہنما تقسیم ہند کے وقت پاکستان آ گئے تھے۔ ابتداء میں آمد و رفت کی زیادہ پابندیاں نہیں تھیں۔ یہ دوبارہ انڈیا گئے اور وہاں پر نہرو سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا آپ کیوں چلے گئے ہیں؟ آپ واپس آ جائیے؟ ہم آپ کو کسی مسلمان ملک میں سفیر بنا کر بھیجتے ہیں۔ ان کے دل میں بھی اس پر کچھ آمادگی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد یہ ابوالکلام آزاد سے ملنے گئے۔ مولانا آزاد نے جب ان سے نہرو سے ملاقات کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے ان کی پیشکش کے بارے میں بتایا تو مولانا آزاد نے کہا : "نہیں میرے بھائی! اب تم پاکستان کو مستحکم کرو۔ اب جا کر اپنی صلاحیتیں اور قوتیں لگاؤ۔ اب اس کے ساتھ اسلام کی عزت وابستہ ہو گئی ہے"۔ اسی طرح کا واقعہ مولانا محمد مالک کاندھلویؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ' نے مجھے خود سنایا تھا کہ "قیام پاکستان کے بعد مولانا حسین احمد مدنیؒ ڈابھیل گئے ہوئے تھے' وہاں پر ایک نشست میں کسی شریر نے ایسے ہی پاکستان کا ذکر چھیڑ دیا کہ شاید مولانا مدنی کی طرف سے غیظ و غضب کا اظہار ہو۔ لیکن اس پر مولانا کی طرف سے عجیب تاثرات کا اظہار ہوا۔ مولانا مدنیؒ نے فرمایا بھائی' جب تک مسجد بن نہیں جاتی' اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے کہ یہاں مسجد بنائی جائے یا نہیں۔ پھر یہ کہ کتنی لمبی چوڑی بنائی چاہئے' اس کا کیا نقشہ ہونا چاہئے' اس کے اندر کیا میٹریل لگنا چاہئے' سب میں اختلاف کی گنجائش ہے' لیکن جب مسجد بن جائے تو اب اس کا اینٹ گارا محض اینٹ گارا نہیں رہا' اب وہ مسجد کا جزو لاینفک بن گیا ہے۔ اب اس کی حفاظت ہمارے ایمان کا تقاضا ہے"۔

یہ مملکت خداداد پاکستان اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی تھی اس سے کیسے کیسے لوگوں کی امیدیں وابستہ تھیں' لیکن اب اس خیال سے دل کانپتا ہے کہ کہیں ایک کے بعد ایک عذاب الٰہی کا دوسرا کوڑا بھی برسنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں جلاد اپنا ہاتھ اونچا نہ کر چکا ہو لیکن پھر بھی ؎

اے آندھیو سنبھل کے چلو اس دیار میں　　امید کے چراغ جلائے ہوئے ہیں ہم!

بہرحال ایک امید ابھی باقی ہے' ٹمٹماتی ہوئی امید' جو کبھی حوصلہ دیتی ہے' پھر دھندلا جاتی ہے' اس کی روشنی کبھی تھوڑی سی بڑھتی ہے' پھر اس کے اوپر مایوسی کے اندھیارے طاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی نہ کبھی وہ چمک اٹھتی ہے۔ ایک طبیب کے الفاظ میں اس کے بارے میں کہا جائے گا "جب تک سانس تب تک آس"۔ جب تک یہ ملک باقی ہے' کوئی نہ کوئی توقع ہے' بالفاظ قرآنی "لعلھم یرجعون" شاید کہ یہ لوٹ آئیں' اور "لعلھم یتقون" کیا عجب کہ تقویٰ کی روش اختیار کر ہی لیں!

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۵ جولائی ۸۶ء کے خطاب جمعہ سے ایک اقتباس)

قیمت : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

# بھیڑ چال

آج کی دنیا میں جس شوق کو انگریزی زبان میں Fashion Craze (فیشن کریز) کہتے ہیں اسے ہم مدت مدید سے بھیڑ چال کی اصطلاح سے موسوم کرتے چلے آرہے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں یہ شوق خوب سے خوب تر کی تلاش میں پنپتا ہے' جب کہ ہمارے ہاں اس شوق کے پس منظر میں محکومانہ خوشامد یا دوسرے کو پچھاڑ کر آگے نکل جانے کی خواہش کار فرما ہوتی ہے۔ اس انداز فکر نے ہمارے قومی اخلاقیات کا رخ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ہم ہر کام مطلب برآری کے لئے کرتے ہیں۔ کسی بڑے کی نقل کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ اس سے دلی محبت ہو چکی اور اس جیسا ہو جانے کی خواہش ہو بلکہ اس لئے کہ اس جیسا روپ اپنا کر توجہ کا مرکز بنتے ہوئے ذاتی مفاد چاہئے۔ ہمارے ہاں ہر صاحب اقتدار کی کسی ایک خصوصیت کو اس کے کہے بغیر اپنا لیتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی فیشن کی شکل اختیار کر لیتی ہے مثلاً قائداعظم کی جناح کیپ مسرت وافتخار کے ساتھ زیب تن کی جاتی ہے لیکن کیا کوئی ایک لیڈر بھی قائداعظم جیسا راست گو اور راست رو بن سکا؟ اسی طرح لیاقت علی خان کے بند گلے کا کوٹ ان کی زندگی میں خوب مقبول ہوا مگر کتنے ان کی مالی امانت و دیانت ہی کو اپنا سکے کہ شہادت کے وقت نوابزادہ کے پس خوردہ وسائل میں گھرانے کے لئے ایک ماہ کا خرچہ تک نہ تھا۔ بس ایک عادت کے طور پر ہر سربراہ حکومت کا فیشن اس کے عروج تک اپنا لیا جاتا ہے۔ مثلاً گورنر جنرل غلام محمد کا رومال "تھری کاسل" سگریٹوں کے ڈبے کے ساتھ ہاتھ میں تھامنا' خواجہ ناظم الدین کا شوق شکار' سکندر مرزا کا انگریزی ہیٹ' ایوب خان کی بش شرٹ' ذوالفقار علی بھٹو کا عوامی سوٹ' ضیاء الحق کی واسکٹ' بے نظیر کی اکڑفوں اور نواز شریف کی تجارتی سیاست! اگر قوم کے خوشحال طبقے نے کوئی اچھی عادت اپنائی ہوتیں تو ہم یقیناً ایک نامور قوم بن کر ابھرے ہوتے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ ہم تحقیقی رائے اپنانے کے عادی نہیں۔ جو شخصیت پسند ہو اس کے بے جا تعریف و توصیف کرنا اور اس کی ہر جائز و ناجائز بات پہ لبیک کہنا ہمارا وطیرہ ہے اور جو نہ بھائے اس کے اچھے کام کو بھی اصولاً رد کر دینے میں اپنے منظور نظر کی وفاداری کا راز گردانتے ہیں۔ یہی حال ہمارا روزمرہ کی زندگی سے متعلق ہے۔ کوئی شخص منفعت بخش کام کی پہل کر دے تو سبھی ویسا کرنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ ایسی بھیڑ چال' سکول اور ڈاکٹروں کے کلینک کی بھرمار میں دکھائی دیتی ہے۔ ہر دوسری گلی میں پرائیویٹ سکول اور کالج قائم ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہر بڑی سڑک پر بے شمار کلینک نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ سب کچھ خدمت کے جذبے کے تحت نہیں بلکہ پیسے بٹورنے اور کھال کھینچنے کی خاطر ہو رہا ہے۔ یہ کاروباری مراکز ہیں۔ یہاں صحت اور تعلیم بکتی ہے۔ قومی ادارے تباہ ہو چکے۔ غرباء کے لئے سرکاری ہسپتال قتل گاہیں اور سرکاری سکول جہالت کدہ بنے ہیں۔ جہاں تک پرائیویٹ اداروں کا تعلق ہے وہاں نہ تو انجمن حمایت اسلام کا جذبہ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی سر سید احمد خاں کا شوق۔ صحت کے مراکز میں نہ تو گنگا رام کا "پن" کسی نے کمایا اور نہ گلاب دیوی جیسا نام کوئی پا سکا۔ آج کل کے مسلمان ناموں سے قائم شدہ اداروں کی بات مت پوچھئے۔ وہ تو فی سبیل اللہ کھال ادھیڑتے ہیں۔ ڈراما بازی کا شوق بھی قوم کو خوب چرایا ہے۔ ہر نوجوان مرد ہو یا عورت TV آرٹسٹ بننے پہ قربان ہے۔ یہی حشر سیاست کا ہے۔ تخت حکومت تک پہنچنے والا ہر ایک اصول پسندی کے دعووں اور بگڑی بنا دینے کے وعدوں کی گھن گرج میں براجمان ہوا مگر جونہی اس کی نااہلی لوگوں پہ عیاں ہونے لگے وہ اور اس کے حواری ہمیش کی شاطرانہ چال چلتے ہوئے یہ رٹ لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ حالات فوری طور پر تبدیل نہیں ہو سکتے' موجودہ خراب صورتحال تو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ گزشتہ پچاس سال سے ہم من حیث القوم ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ مال کماؤ جیسا بھی ہو' اپنی فکر کرو جیسے بھی ہو۔ دوستی نبھاؤ جب تک راس آئے۔ مخالف کو زچ کرو' جہاں تک بن آئے۔ زور آور پر ترس کھاؤ اور کمزور پر غصہ لاؤ۔ دوڑ میں آگے نکلو' ہر حربہ جائز ہے۔ دولت مند کی دولت اور غریب کی مجبوری پہ نظر رکھ۔ ہر شخص کی قیمت ہے الا ماشاء اللہ' قیمت ادا کر اور آگے بڑھتا چلا جا۔ عقل سے کم لے' محنت بے سود ہے۔ سبھی ایسے ہی طرز عمل سے فیض یاب ہوئے۔ محکمہ بحالیات کے ذریعے کس نے لوٹا' کروڑوں کے قرضے کن کو ملے' فیکٹری کن لوگوں نے لگوائیں' بینکوں کے اربوں روپے کن لوگوں نے لوٹے' محل نما کوٹھیوں میں کون رہتے ہیں؟ وہی نا جو برسر اقتدار ہیں یا جو برسر اقتدار رہے! یہ دوسروں کو تو فوراً ہتھکڑی لگانے کا حکم صادر کرتے ہیں' کوئی ان سے بھی پوچھے گا؟ ہاں! ہاتف سے آواز آئی "ان لوگوں نے پلٹنا ہماری طرف ہی ہے' پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے" (القرآن' سورہ الغاشیہ '۲۵-۲۶)۔

## چوٹی کا فراڈ

مکڑوال کالریز لمیٹڈ' جس کی قیمت ورلڈ بینک کے ایک اہلکار نے 56 ملین روپے لگائی تھی جسے بے نظیر حکومت نے 5 ملین روپے کی معمولی قیمت پر ٹھکانے لگا دیا۔ اس سودے کو اس دہائی میں چوٹی کا فراڈ شمار کیا گیا ہے۔

(بحوالہ ڈان اکنامک اینڈ بزنس ریویو' 11-17 اگست)

## اداریہ

عاکف سعید

# .....اس راز خلافت کی تفسیر ہے پاکستان

"ندائے خلافت" کے گزشتہ شمارے میں علامہ شبیر بخاری کی نظم "اس راز خلافت کی تفسیر ہے پاکستان" زیب سرورق بنی تھی۔ علامہ موصوف کے ان پیام آفریں اور امید افزا اشعار کو پڑھ کر یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ ان کی نگاہ میں ارض پاکستان کا مقام کتنا بلند اور اس کی قدر و قیمت کتنی غالی ہے۔ تاہم قارئین کے لئے یہ بات شاید بالکل نئی اور حیران کن ہو کہ علامہ بخاری صاحب نے یہ اشعار قیام پاکستان سے تین سال پہلے ۱۹۴۴ء میں کہے تھے جب وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ پاکستان کا قیام ان کے نزدیک اتنا یقینی اور اس درجے قطعی تھا کہ ان کے مذکورہ اشعار سے ایک عام قاری کو لامحالہ یہی تاثر ملتا ہے کہ یہ اشعار پاکستان کے وجود میں آ جانے کے بعد کہے گئے ہوں گے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا پاکستان کا قیام عمل میں آ چکا ہے' اقبال کا خواب ایک مجسم حقیقت بن کر سامنے آ چکا ہے اور اب تحریک پاکستان کا ایک مخلص اور ذی شعور کارکن اپنے خوابوں کی تعبیر کو پا کر اپنے خیالات و احساسات کو شعر کا لبادہ پہنا رہا ہے۔ اس نظم کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں :

ملت کے مقدر کی تعمیر ہے پاکستان  اسلاف کی عظمت کی تصویر ہے پاکستان
آفاق کی وسعت میں رہ رہ کے جو کوندی ہے  باطل کے لئے حق کی شمشیر ہے پاکستان
ابھرا ہے افق سے پھر' خورشید صداقت کا  ظلمات جہالت میں تنویر ہے پاکستان
صد شکر کہ کام آخر تدبیر جناح آئی  بے لوث قیادت کی توقیر ہے پاکستان
افغانی و جوہر کی امید اسے کہئے  اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہے پاکستان

ہمیں اس نظم کے جس شعر نے سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ کیا وہ وہی ہے جس کے ایک مصرعے کو ہم نے نظم کے عنوان کے طور پر شائع کیا تھا یعنی ۔

جو قلب مسلماں میں انگڑائیاں لیتا تھا
اس راز خلافت کی تفسیر ہے پاکستان

علامہ بخاری کے یہ اشعار اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ پاکستان کے قیام سے مقصود صرف یہی نہیں تھا کہ مسلمانوں کے لئے ہندوستان کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ ملک حاصل کر لیا جائے' بلکہ فی الاصل پیش نظر یہ تھا کہ ایک مثالی اسلامی ریاست تشکیل دی جائے یا دوسرے لفظوں میں یہاں نظام خلافت قائم کیا جائے۔ علی گڑھ کا ایک نوجوان طالب علم اور تحریک پاکستان کا ایک باشعور مخلص کارکن اگر ۱۹۴۴ء میں قیام پاکستان کو راز خلافت کی تفسیر قرار دیتا ہے تو یہ بات ایسی نہیں ہے کہ جسے نظرانداز کیا جا سکے۔ علامہ بخاری فرماتے ہیں کہ علی گڑھ میں پاکستان کے قیام کا مطلب ہی یہ سمجھا جاتا تھا کہ نظام خلافت کا قیام۔ علامہ اقبال جو اس دور میں احیاء اسلام کے سب سے بڑے نقیب تھے' کے خواب کی تعبیر پاکستان کو قرار دینا تبھی درست ہو سکتا ہے جب یہاں نظام خلافت قائم ہو جائے۔

چند ماہ قبل تحریک خلافت کے زیراہتمام منعقد ہونے والی ایک تقریب میں ایک معروف اسلام پسند صحافی نے جب یہ بات کہی کہ "پاکستان کے قیام کو اسلام کے ساتھ وابستہ اور منسلک سمجھنا نادانی کی بات ہے' قیام پاکستان کی جدوجہد احیاء اسلام کے لئے یا نفاذ دین کے لئے نہیں کی گئی تھی بلکہ پاکستان بجائے خود مقصود و مطلوب تھا' جو قیام پاکستان کی صورت میں مسلمانان ہند کو حاصل ہو گیا"۔ (روایت بالمعنیٰ) تو ہمیں تشویش بھی ہوئی اور رنج بھی۔ تشویش اس بات پر کہ یہ صحافی چونکہ کوچہ صحافت کی معتبر اور دانشور شخصیات میں شمار ہوتے ہیں لہٰذا ان کی بات کو وزن دیا جائے گا اور جس غلط فہمی کا وہ خود شکار ہیں اس کے جراثیم وہ بہت سے دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں بھی منتقل کر دیں گے۔ اور رنج اس بات کا کہ وہ شخص جو تحریک پاکستان کے دور میں یا تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا یا ابھی اتنا کم عمر تھا کہ اسے اپنا بھی شعور نہ تھا' جو تحریک پاکستان کی پشت پر کارفرما فکر سے یکسر نابلد اور تحریک کے دوران مسلمانان ہند کے سینوں میں مچلنے والے جذبے اور ولولے سے قطعی ناآشنا نظر آتا ہے' وہ آج کتنی بے دردی اور ڈھٹائی سے حقائق کو مسخ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک علامہ بخاری صاحب کی مذکورہ نظم اس طرز فکر کے حامل افراد کا منہ توڑ جواب ہے۔

تاہم یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم نے گزشتہ پچاس برس میں اس نظام خلافت کے قیام کی جانب کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں کی۔ قیام پاکستان کے فوری بعد قرارداد و مقاصد کا مرتب کرنا اور اسمبلی میں اس قرارداد کا منظور کیا جانا بلاشبہ اس ضمن میں ایک بہت بڑی پیش رفت اور اسلام کے اعتبار سے ایک بہت بڑا کارنامہ تھا جس کا کریڈٹ بلاشبہ علماء کرام بالخصوص علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا مودودی کو دیا جانا چاہئے لیکن ہم بحیثیت قوم چونکہ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ بے وفائی اور غداری پر تلے ہوئے تھے لہٰذا ہم نے قرارداد مقاصد کو بھی کھیل بنا کر رکھ دیا۔ پہلے تو ایک طویل عرصے تک اسے دستور پاکستان میں محض ایک دیباچے کے طور پر گویا "حصول برکت" کے لئے بس ایک رہنما اصول کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔ پھر قیام پاکستان کے قریباً ۳۵ سال بعد اگرچہ اسے دستور کا مستقل حصہ بنا دیا گیا اور اس کی عملی تنفیذ کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت جیسے ادارے بھی تشکیل دیئے گئے لیکن ساتھ ہی ایک "پیش بندی" تو یہ کی گئی کہ دستور پاکستان' اور عدالتی پروسیجرل لاز کے ساتھ ساتھ معاشی امور اور عائلی قوانین تک کو بھی وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار سے باہر قرار دیا گیا کہ مذکورہ عدالت ان چار امور میں فیصلہ دینے یا دخل اندازی کرنے کی مجاز نہ ہو گی۔ اور دوسری "حفاظتی تدابیر" یہ اختیار کی گئی کہ دستور پاکستان میں شامل ہر اسلامی دفعہ کے ساتھ اس کے "تریاق" کے طور پر ایسی دفعات اور شقیں بھی کمال مہارت سے شامل کر دی گئیں کہ دیگر اسلامی دفعات کے ساتھ ساتھ قرارداد مقاصد بھی بالکل غیر موثر بلکہ کالعدم ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ پاکستان کا موجودہ دستور اس اعتبار سے چوں چوں کا مربہ اور منافقت کا پلندہ ہے۔

ہمارا یہ طرز عمل آیت قرآنی : "یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون" (ترجمہ : یہ لوگ دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور اہل ایمان کو' جبکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دے رہے ہیں مگر صرف اپنے آپ کو' اور انہیں اس کا شعور حاصل نہیں" البقرہ : آیت ۹) کے مصداق ہے ___ نتیجہ یہ ہے کہ پچھلے پچاس سالوں میں دنیا کی متعدد دیگر اقوام تو ترقی کے زینے عبور کرتی کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہیں اور ع "ایک ہیں ہم کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑا!" ___ گزشتہ پچاس سالوں میں ہمارے یہاں قومی سطح کا ہر ادارہ بتدریج زوال کی طرف بڑھتا ہوا آج تباہی کے آخری کنارے تک پہنچ چکا ہے۔ پچاس سال قبل وجود میں آنے والی ایک پاکستانی قوم آج متعدد علاقائی' لسانی اور نسلی عصبیتوں اور قومیتوں میں بٹ کر باہم دگر برسرپیکار ہے۔ اقتصادی و معاشی لحاظ سے ہم دیوالیہ ہو چکے ہیں اور اپنی ناگزیر ضروریات کی فراہمی کے لئے بھی منت خوشامد کر کے قرض حاصل کرنے اور بھیک مانگنے پر مجبور ہیں' گویا ہم من حیث القوم آج دوسروں کے ٹکڑوں پر پل کر زندہ ہیں۔ فرقہ وارانہ قتل و غارت گری اور ملک گیر دہشت گردی کی بدترین صورتحال نے امن و سکون تباہ و برباد کر کے رکھ دیا

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

# 97ء کا پاکستان "مسائلستان" بن چکا ہے

## گولڈن جوبلی سال کے آغاز ہی سے دہشت گردی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا

## دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا کھوج لگانے میں تمام محافظ ادارے بری طرح ناکام ہو چکے ہیں

## ہمارے قومی مسائل کا حل نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر یعنی نظام خلافت کے قیام و نفاذ میں مضمر ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

۱۹۴۷ء میں ہندوستان نے انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کی اور تقسیم ہند کے نتیجہ میں پاکستان اور بھارت کے نام سے دو آزاد ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ آج ۱۹۹۷ء میں یہ دونوں ممالک آزادی کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اس نے ان پچاس سالوں میں اپنی جغرافیائی حدود کی مکمل حفاظت کی ہے بلکہ مار دھاڑ کے ذریعے اس میں کچھ اضافہ بھی کر لیا ہے۔ پھر یہ کہ دیپ جلانا اور دیپک راگ گانا ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ کسی خوشی کے موقعہ پر جب وہ راگ رنگ کی محفل جماتے ہیں تو وہ دنیوی رسم و رواج کے مطابق بھی ہوتا ہے اور عبادت کا فریضہ بھی ادا ہو رہا ہوتا ہے لہٰذا بھارت گولڈن جوبلی منانے کا حق بھی رکھتا ہے اور منانے کا انداز بھی اس کے مذہب اور ثقافت کا آئینہ دار ہے۔ البتہ پاکستان کا گولڈن جوبلی منانا' وہ بھی ناچ کود کی محافل منعقد کر کے' بھونڈا پن ہی نہیں مضحکہ خیز بھی ہے۔ اولاً اس لئے کہ جو پاکستان مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت میں بنایا تھا اس نے عمر عزیز کے پچاس سال پورے کب کئے ہیں جو ہم اس کی پچاسویں سالگرہ منانے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ قائداعظم کا پاکستان تو ۱۹۷۱ء میں دم توڑ گیا تھا جب آبادی کے لحاظ سے اس کا بڑا حصہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا اور اس نے لفظ پاکستان سے لاتعلق ہو کر اپنا نام بنگلہ دیش رکھ لیا۔ یعنی قائداعظم کے پاکستان کو دولخت ہوئے ربع صدی گزر چکی لہٰذا اگر ہم کچھ نہ کچھ منانے پر تلے ہی ہوئے ہیں تو ہمیں نئے پاکستان کی سلور جوبلی اور ۱۹۴۷ء والے پاکستان کی سلور برسی منانی چاہئے اس لئے کہ فوت شدگان کی سالگرہ نہیں' برسی منائے جانے کا رواج ہے۔ ثانیاً یہ کہ سلور یا گولڈن جوبلیاں مناتے ہوئے کیا لہک لہک کر گانے اور مٹک مٹک کر ناچنے کی دین اسلام اجازت دیتا ہے جو حصول پاکستان کی اصل بنیاد تھا؟

آج ۱۹۹۷ء میں پاکستان مسائلستان بن چکا ہے۔ یہاں غربت ہے' جہالت ہے' بیماری ہے' عوام بنیادی ضروریات اور حقوق سے محروم ہیں۔ کرپشن کے کینسر نے تمام حکومتی اداروں کو کھوکھلا کر دیا ہے' عدل و انصاف عوام کا حق نہیں ہے بلکہ مارکیٹ کی شے ہے اور اس کی خرید و فروخت دن رات جاری ہے۔ سیاست دان شطرنج کے ماہر کھلاڑی بن چکے ہیں' وہ ذاتی مفادات کے مطابق گھوڑے اور پیادے آگے پیچھے کرتے رہتے ہیں' بین الاقوامی سطح پر اپنی بدکرداری اور ہردم ہر در کے منگتے ہونے کی وجہ سے ہمارے حلیف بھی بحیثیت قوم ہمیں ننگی گالیاں دینے پر اتر آئے ہیں۔ یہ تو ہمارے وہ مسائل ہیں جن کی لپیٹ میں ہم ایک مدت سے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ گھمبیر اور پیچیدہ تر ہوتے گئے لیکن گولڈن جوبلی سال کے آغاز ہی سے جونہی مسلم لیگ کی حکومت تاریخی مینڈیٹ لے کر برسراقتدار آئی' دہشت گردی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ راقم تمام دوسرے مسائل سے فی الحال صرف نظر کر کے صرف دہشت گردی کے بارے میں چند حقائق قارئین ندائے خلافت کی نذر کرنا چاہتا ہے۔

حکومت نے آغاز میں دہشت گردی کی وارداتوں کو سنجیدگی سے نہ لیا اور اس کی مذمت اور اس کے خاتمے کے لئے محض اخباری بڑھک کو کافی سمجھا اور اپنی تمام تر توجہ کا مرکز اس قانون سازی کو بنایا جس سے آئینی اور قانونی سطح پر ان کا اقتدار کم از کم پانچ سال کے لئے بالکل محفوظ ہو جائے۔ لیکن چند ماہ میں ملک بھر میں خصوصاً پنجاب میں دہشت گردی عذاب کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اور دہشت گردی کی اس شدت سے عوام ہی نہیں خود حکومت بھی دہشت زدہ نظر آنے لگی ہے۔ کلاشن کوفوں اور خودکار اسلحے سے مسلح ہو کر دہشت گرد جس جرات اور بے باکی سے منظر عام پر آتے ہیں اور طے شدہ کارروائی کر کے غائب ہو جاتے ہیں وہ قابل یقین صرف اس لئے ہے کہ ہم عینی گواہوں سے سنتے اور روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں۔

جرائم کو آسانی سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک جرم کی نوعیت یہ ہے کہ دو افراد میں کسی متنازعہ امر پر گفتگو کرتے ہوئے تلخی پیدا ہوئی' ایک نے گالی دی' دوسرے نے کسی چیز سے وار کر دیا اور قتل جیسا سنگین ترین جرم سرزد ہو گیا' یا کسی نے ایسا منظر دیکھ لیا جس کا تحمل اس کی غیرت نہ کر سکی اور قتل کا ارتکاب ہو گیا۔ ایسے جرائم فوری اشتعال کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اکثر اوقات ان کے ارتکاب کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔ ایسا مجرم اگر فرار ہو جائے اور باوجود کوشش کے پولیس اسے گرفتار نہ کر سکے تو عذر کسی وجہ نہ کسی درجہ میں قابل فہم ہے۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ ہماری پولیس ایسے مجرموں کو جلد آسانی سے گرفتار کر لیتی ہے۔ وہ اس کے تمام اہل خانہ عورتیں بچے اور بوڑھوں کو لے جا کر تھانے میں محبوس کر دیتی ہے تاوقتیکہ اصل مجرم اپنی گرفتاری پیش کر دے۔ اس کے مقابلے میں جوا' منشیات سازی سے لے کر منشیات فروشی تک' قحبہ خانے' بدکاری اور فحاشی کے اڈے چلانا' جعلسازی کے اڈے قائم کرنا جہاں ملکی اور غیر ملکی جعلی کرنسی تیار ہوتی ہے اور یونیورسٹیوں کی جعلی ڈگریاں اور اسناد تیار کی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ ایسے جرائم ہیں جن کے لئے ہیڈ کوارٹر قائم کئے جاتے ہیں' گروہ تشکیل دئے جاتے ہیں' باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے' مالی وسائل مہیا کئے جاتے ہیں' سرکاری اداروں میں رسائی حاصل کی جاتی ہے' گروہ کے افراد ایک دوسرے سے رابطہ کرنے کے لئے پیغام رسانی کا نظام قائم کرتے ہیں' بالفاظ دیگر ایک مکمل نیٹ ورک قائم کیا جاتا ہے جبکہ

دہشت گردی کے لئے بعض مزید اقدامات کرنے پڑتے ہیں مثلاً اسلحہ لے کر بر سر بازار نکلنا' منتخب افراد اور منتخب مقامات کو نشانہ بنانا' علاوہ ازیں باقی تمام جرائم کے لئے تو صرف آغاز میں مالی وسائل مہیا کرنے پڑتے ہیں بعد ازاں تو ان جرائم ہی کے ذریعے مال اکٹھا کیا جاتا ہے' جبکہ دہشت گردوں کی پشت پر مالیاتی لحاظ سے انتہائی مضبوط قوت کی ضرورت ہے جو دہشت گردی کے لئے بھی مطلوبہ فنڈز مہیا کرے اور ایسا پر خطر کام کرنے کے عوض انہیں بھاری زر کثیر بھی ادا کرے۔ پھر یہ کہ ظاہر ہے کہ دہشت گرد' لوگوں کی زندگیوں سے اپنی مرضی سے تو نہیں کھیلتے ہوں گے بلکہ یقیناً کوئی بالائی نظم قائم ہو گا جو اس معاملے میں ان کی رہنمائی کرتا ہو گا اور ہدایات جاری کرتا ہو گا۔ ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی انتہائی ظالم اور جابر غیر مقبول حکومت عوام کے اظہار خیال اور احتجاج پر سخت پابندیاں عائد کر دے جس کے نتیجہ میں عوام میں بغاوت کے جذبات پیدا ہوں اور وہ دہشت گردوں کے لئے نرم گوشہ رکھے اور ان کی گرفتاری میں تعاون نہ کرے جبکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ایسی صورتحال ہرگز ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس پچاس سال میں انتخابی نتائج کے حوالہ سے مقبول ترین عوامی حکومت برسراقتدار ہے۔ آئی جی پنجاب نے دو روز پہلے یہ بیان دیا ہے کہ ہم نے ۴۶ دہشت گرد گرفتار کئے ہیں لیکن ان میں کسی کا تعلق بھی ہمسایہ ملک سے ثابت نہیں ہو سکا۔ سوال یہ ہے کہ پھر یہ سب کچھ آسمان کے اوپر یا زمین کی تہہ میں ہو رہا ہے کہ ہماری بے شمار خفیہ ایجنسیاں اور پولیس مجرموں کا سراغ نہیں لگا سکتیں کیا ہماری خفیہ ایجنسیوں کا بجٹ اربوں میں صرف اس لئے ہے کہ حکومت کے سیاسی مخالفین کا پیچھا کرتی رہیں۔

محسوس ہوتا ہے کہ جو نیٹ ورک دہشت گردوں نے قائم کر لیا ہے اس کو توڑنا اور دہشت گردوں تک پہنچنا تو دور کی بات ہے ہمارے یہ محافظ ادارے اس نیٹ ورک کا کھوج لگانے میں بھی ناکام رہے ہیں۔ ابھی تک کم از کم راقم کے علم کے مطابق کوئی دہشت گرد موقع پر گرفتار نہیں کیا سکا۔ جہاں تک شک کی بنیاد پر گرفتاریاں کر کے ان سے ایسی وارداتوں کے اعتراف کروانے کا تعلق ہے تو ہماری پولیس اس میں انتہائی ماہر ہے۔ وہ ایک ہی ملزم سے پاکستان بھر میں ہونے والے تمام جرائم کا اعتراف کروا سکتی ہے۔ حالات کی سنگینی میں تازہ ترین اضافہ یہ ہوا ہے کہ انتظامیہ اور عدلیہ نے مجرموں کو پکڑنے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کے معاملے میں ایک دوسرے پر سنگ باری کرنی شروع کر دی ہے۔ الزام تراشی اور جوابی الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ درحقیقت ہمارا ہر ادارہ خصوصاً انتظامیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مسلسل غفلت اور کوتاہی برت رہا ہے۔ کرپشن' اقرباپروری اور میرٹ کو نظر انداز کرنے کے باعث ادارے اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ انتظامیہ میں صلاحیت اور اعتماد کا فقدان ہے اور وہ اندرونی ٹوٹ پھوٹ سے دوچار ہے۔ ان تمام حقائق کے پس منظر میں حکومت کا دہشت گردی پر قابو پالینے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ ہماری رائے میں سارے فساد کی جڑ اور تمام خرابیوں اور برائیوں کی اصل وجہ تو نظریہ پاکستان سے عملی انحراف اور اعراض ہے۔ یہ نتیجہ ہے اللہ کی بجائے بندوں پر توکل کرنے کا اور مسبب الاسباب کی بجائے اسباب پر انحصار کرنے کا۔ لہٰذا اصل اور مستقل حل تو یہ ہے کہ اپنے قبلہ کو درست کیا جائے۔ نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر یعنی نظام مصطفیٰ یا حکومت الہیہ یا نظام خلافت پاکستان میں قائم کیا جائے۔

وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو علم ہونا چاہئے کہ آتش نمرود صرف بے خبر کود جانے سے گل و گلزار ہوا کرتی ہے۔ عقل و منطق' حکمت و مصلحت بری چیزیں نہیں ہیں لیکن ایک اچھے سرجن کو جب صحت اور موت کے درمیان فیصلہ کرنا ہوتا ہے تو اسے بہت سے خطرات کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ یوں بھی اگر مریض آپریشن نہ ہونے کی صورت میں موت کی آغوش میں بتدریج جا رہا ہو تو رسک لینا پھر عقل سے بعید نہیں رہتا۔ آج کے جمہوری دور میں' پھر پاکستان جیسے سیاسی نابالغ ملک میں' طویل عرصہ تک برسراقتدار رہنا ممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ لہٰذا جب اقتدار کی ہمیشگی بھی ممکن نہیں اور پاکستان کی سلامتی بھی روز بروز مشکوک ہوتی جا رہی ہے تو شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپانے کی بجائے اللہ کی تکبیر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھام کے' صحابہ ؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محمد ﷺ کے دین کو افذ کر دیں تو لوگوں کے جسموں پر ہی نہیں ان کے دلوں پر بھی آپ کی حکومت ہو گی۔ اور اگر اس کار خیر کی انجام دہی میں اقتدار کے ساتھ ساتھ جان بھی چلی گئی تو رہتی دنیا تک آپ کا نام ہو گا اور جنت آپ کا مقام ہو گا۔ یہ بحران اب سرسری اور محض انتظامی اقدامات کرنے سے ٹل نہیں سکتا۔ ہر دوسری واردات پر S.S.P بدل دینے یا D.I.G کو شہر بدر کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ یہ تو بہلاوا ہے' اور بہلاووں سے کچھ وقت تو ٹل سکتا ہے حقیقی خیر برآمد نہیں ہو سکتی۔ اگر کشتی کو بھنور سے نکال کر اور لہروں کے تھپیڑوں سے بچا کر ساحل سمندر تک پہنچانا ہے تو ایک ہی نسخہ کیمیا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے دامن میں پناہ لے لی جائے۔ پھر پاکستان ایک ایسی چٹان بن جائے گا کہ جس سے ٹکرا کر وقت کی سپریم پاور بھی پاش پاش ہو جائے گی۔

## سودی نظام ختم کئے بغیر ملک خوشحال نہیں ہو سکتا ○ ڈاکٹر عبدالخالق

### جماعت اسلامی انقلابی مراحل کو ہائی پاس کر کے اسلامی انقلاب لانے کی خواہش مند ہے

لاہور (پ ر) ۸ اگست ۹۷ء۔ انقلاب کے ابتدائی اور بنیادی تقاضے پورے کئے بغیر پاکستان میں اسلامی انقلاب کی منزل حاصل نہیں کی جا سکتی۔ تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ملک کی گولڈن جوبلی کے موقع پر قرآن و سنت کی غیر مشروط اور مکمل حکمرانی قائم کر کے قرارداد مقاصد کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار پر عائد پابندیاں ختم کئے بغیر نفاذ اسلام کے دعوے عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی ترقی و خوشحالی کے لئے جاگیرداری اور سودی نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے بغیر ملک میں بحالی امن اور خوشحالی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ تنظیم اسلامی کے امیر نے اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پچاس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ملک استحصالی اور ظالمانہ نظام کی گرفت میں ہے اور ملک کی سیاسی جماعتیں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی آلہ کار بن چکی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ دنیا پرست اور اسلامی تربیت سے عاری حکمران طبقہ ملک کے موجودہ مصائب کا ذمہ دار ہے۔ ملک کے بالادست طبقات نے ملک میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قاضی حسین احمد صاحب انقلابی مراحل کو "بائی پاس" کر کے اسلامی انقلاب لانے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ خدشہ ہے کہ جماعت اسلامی کی اس جدوجہد سے ملک کسی نئے سیاسی انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ تربیت یافتہ انقلابی کارکنوں کی پیہم جدوجہد ہی سے اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

## سرزمین پاکستان عالمی اور مقامی سود خور مہاجنوں کے چنگل سے کب آزاد ہوگی؟

## آدھے پاکستان کی گولڈن جوبلی بڑی دھوم دھام سے منائی جارہی ہے !

تحریر : مرزا ندیم بیگ

پاکستان کا مطلب کیا؟.....لاالٰہ الااللہ.....بن کے رہے گا پاکستان.....لے کے رہیں گے پاکستان..... قائداعظم زندہ باد..... مسلم لیگ زندہ باد..... مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ..... یہ وہ نعرے ہیں جو آج سے پچاس سال پہلے گونجے اور پورا برصغیر ان نعروں سے لرز اٹھا۔ کلکتہ سے لے کر راج کماری تک اور خیبر سے لے کر وادی مہران تک سب مسلمان ایک ولولہ انگیز قیادت میں الگ مسلمان ریاست کے حصول کے لئے اکٹھے ہو گئے..... یہ وہی مسلمان ریاست تھی جس کا خواب شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے دیکھا تھا..... یہ اسی خطہ زمین کا مطالبہ تھا جس کو بانی پاکستان قائداعظمؒ اسلام کے اصول حریت..... مساوات..... اور اخوت کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے۔ پاکستان برصغیر کے تمام مسلمانوں کی آرزوں..... امنگوں..... اور خوابوں کا گھوارہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ برصغیر کے وہ مسلمان بھی جو پاکستان نہیں پہنچ سکتے تھے اس "جنت ارضی" کے قیام کے شدت سے خواہاں تھے۔

بالآخر امنگوں' آرزوں اور خوابوں کی تکمیل کا دن ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء آگیا' جس دن..... لاکھوں قربانیوں..... لاتعداد عصمت دریوں..... گھروں کے اجڑنے..... معصوم بچوں کے یتیم ہونے..... آگ و خون کے دریاؤں کو عبور کرنے سے یہ وطن حاصل ہو گیا..... "وہ پاکستان تھا" پاکستان کے قیام کے تذکرے میں آج بھی لفظ..... "تھا" کا استعمال کیوں..... یقیناً میرے ہم وطنو کو ناگوار گزرے گا۔ لیکن حقیقت واقعہ بہت..... تلخ..... ہے۔ آج کہاں ہے وہ پاکستان..... جو شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کا خواب تھا..... جس کی بشارت انہوں نے خطبہ آلہ آباد میں دی تھی..... کیا یہ ہے وہ پاکستان..... جسے ہم نے قائداعظمؒ کی قیادت میں حاصل کیا تھا۔ کہاں ہے ہم میں اخوت..... مساوات..... حریت..... تنظیم..... اتحاد..... اور ایمان..... کہاں ہے وہ پاکستان جس کا دین "اسلام" تھا..... کہاں ہے وہ پاکستانی جو کہتا تھا پاکستان کا مطلب کیا..... لاالٰہ اللہ..... ہوش مندی اور عقل سے کام لیں تو کون انکار کرے گا کہ وہ پاکستان..... میرے وطن کے نااہل اور بدقماش سیاستدانوں کے طرز عمل..... اقتدار کی ہوس..... اور تاجرانہ ذہنیت کی بھینٹ چڑھ کر اپنے قیام کے پچیس سال بعد دولخت ہو گیا..... ایک عظیم ملک سربراہی کے شوق میں بٹ گیا۔ ایک قوم..... تقسیم ہو گئی..... بھائی بھائی کا مخالف ہو گیا..... اخوت منافقت میں..... حریت..... بغاوت میں اور مساوات..... عداوت میں بدل گئی۔ وہ کیسا انقلاب زمانہ تھا کہ بنگالی..... پنجابی..... بلوچی..... سندھی..... اور پٹھان ایک ہو گئے۔ لیکن پچیس سال بعد..... کیا ہو گیا..... کیوں ہو گیا..... کیسے ہو گیا کہ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا..... آخر کیوں؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بانی پاکستان قائداعظمؒ کی جلد وفات کے نتیجہ میں مخلص کی بجائے..... منافق..... انگریز کی وفادار..... مفاد پرست..... لوٹا..... لفافہ..... ہارس ٹریڈ..... بدکردار قیادت آگئی جو ملک کو آج بھی جونکوں کی مانند چمٹی ہوئی ہے اور اس ملک کے غریبوں..... مزدوروں..... کسانوں..... اور طالب علموں کا خون وچوس رہی ہے۔ جو اس ملک کی فضا کو کرپشن..... قتل و غارت..... دہشت گردی..... خوف و ہراس..... علاقائی و لسانی تعصب..... گروہی سیاست اور مذہبی منافرت کے ذریعے آلودہ سے آلودہ تر کرتی جارہی ہے۔

آج میرے وطن میں مذہب..... گالی..... سیاست..... کاروبار..... خدمت..... واردات..... کرپشن..... وجہ امتیاز (سٹیٹس سمبل) بن چکے ہیں۔ ہمارا پاکستان زرعی ملک ہے..... جو آٹے کی قلت سے دوچار ہے۔ صنعتی ملک ہے..... جدید ٹیکنالوجی سے محروم ہے..... وسائل سے مالامال ملک میں..... بیروزگاروں کی بہتات ہے..... میرے وطن کا طالب علم زیور علم کی بجائے مہلک ہتھیاروں سے لیس ہو گیا ہے..... میرا گھبرو جوان..... نشے کی لت سے دوچار ہے پھر کیسی گولڈن جوبلی..... اور کس کے لئے گولڈن جوبلی تقریبات..... علاقائی تعصب کے لئے..... مذہبی منافرت کے لئے..... لسانی اور گروہی سیاست کے لئے..... کرپشن کے لئے..... لوٹوں کے لئے..... مفاد پرست حکمرانوں کے لئے..... "سرمایہ داروں" یا "زرداروں" کے لئے..... کس کی گولڈن جوبلی..... جو دولخت ہو گیا۔ اب ضرورت ہے..... ہمت کی..... محنت کی..... عزم مصمم کی..... تنظیم کی..... اتحاد کی..... بھیڑیئے سیاستدانوں کی پہچان کی اور سب سے بڑھ کر ایسے ایمان کی جو انقلاب اسلامی کا پیش خیمہ بن جائے۔ ایک ایسے انقلاب کی جو ہمیں..... امریکہ کی غلامی..... سے نجات دلا سکے تاکہ ہم بھی عزت..... و آبرو..... کی زندگی بسر کر سکیں اور ہمیں کسی امریکہ کی بے آبرو اور بے شرم تہذیب میں پلنے والے وکیل کی گالی کا سامنا نہ ہو..... پاکستانیو!..... اس دن گولڈن جوبلی منانا جس دن میرا وطن امریکی چنگل سے نجات پالے..... ایسی تقریبات تب منانا جب..... میری سرزمین پاکستان..... آئی ایم ایف..... ورلڈ بینک..... مقامی سود خوروں..... اور ملکی خزانے کے کیڑوں سے آزاد ہو جائے۔

### مہرباں کیسے کیسے !

لندن سے شائع ہونے والے انگریزی ماہنامے "فلسطین ٹائمز" کے مئی ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں مقبوضہ یروشلم سے اسرائیل کے روزنامہ Haaretz کے حوالے سے یہ رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ تحریک آزادی فلسطین (PLO) کی بیرونی بینکوں میں خاصی بڑی رقوم جمع ہیں اور ہر سال سوئٹزر لینڈ اور سپین کے بینکوں میں اس کے کھاتے میں ۵۰ ملین ڈالر کے لگ بھگ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ رقم عرب ممالک میں کام کرنے والے فلسطینیوں کی تنخواہوں سے وضع کر کے جمع کرائی جاتی ہے۔ اسرائیلی اخبار کا کہنا ہے کہ پی ایل او نے ۱۹۷۰ء میں احمد قریا کی سربراہی میں "Samed" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا جو اس سرمایہ کو کام میں لاتا تھا۔ تاہم فلسطین کے معاشیات اور تجارت کے نائب وزیر مہرکر کا کہنا ہے کہ Samed کے پاس جو جائیداد ہے وہ کل کی کل لبنان اور بعض افریقی ممالک میں موجود عام قسم کے زرعی فارموں پر مشتمل ہے اور بیرونی ممالک میں اس کے کوئی اکاؤنٹ نہیں ہیں۔

لیکن اسی دوران فرانس کے جریدے Le Figaro نے سوئس اور امریکی بینکوں میں ۱۹۹۱ء سے پی ایل او کے جمع کھاتوں کا تخمینہ ۷ بلین ڈالر سے زائد کا لگایا ہے۔ فلسطینی پارلیمنٹ کے ایک رکن ہسام قادر کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی رقم اگر فلسطین کے نیم آزاد علاقے میں لا کر صرف کی جائے تو اس کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

(دی مسلم ورلڈ' ۲۸ جون ۱۹۹۷ء)

# "خلافت" اتنی ہی قدیم ہے' جتنا کہ خود انسان قدیم ہے

## موجودہ نظام میں کسی حکمران کے لئے خلیفہ کا لقب اختیار کرنا احمقانہ سوچ ہے

## کتاب و سنت کو غیر مشروط طور پر ملک کا سپریم لاء بنا کر دستوری منافقت کا خاتمہ کیا جائے

## پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو گا یا پھر ........

## شکر ہے کہ عورت کی حکمرانی کی لعنت کا خاتمہ ہوا

**روزنامہ خبریں میں بتاریخ ۶ جولائی ۹۷ء شائع ہونے والا امیر تنظیم اسلامی کا مفصل انٹرویو**

ڈاکٹر اسرار احمد نامور عالم دین ہیں۔ ابتدا میں جماعت اسلامی سے وابستہ رہے۔ جب مولانا مودودی سے اختلافات ہوئے تو جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر اسرار احمد دینی معاملات میں دو ٹوک موقف بیان کرنے کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کا ممبر بننے کے بعد اسلامی نظام حکومت کے لئے مشورے دیئے جنہیں قبول نہ کیا گیا تو وہ مجلس شوریٰ سے مستعفی ہو گئے۔ کچھ عرصہ پہلے وزیر اعظم نواز شریف نے بھی ان سے رہنمائی حاصل کی اور بلاسود معیشت کے حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمد نے انہیں تفصیل سے مشورے دیئے۔ تاہم بلاسود معیشت کے حوالے سے سپریم کورٹ میں حکومتی موقف اخبارات میں شائع ہونے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد نے سخت مایوسی کا اظہار کیا۔ ان سے "خبریں" کی خصوصی بات چیت نذر قارئین ہے۔

☆ آپ تحریک خلافت کے داعی ہیں۔ ہمارے ہاں تاریخ میں خلافت کی دو صورتیں بطور مثال موجود ہیں۔ اول خلافت راشدہ ہے جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ دوئم اموی اور عباسی عہد کی خلافت ہے۔ خلافت کی تیسری قسم وہ ہے جو ہمارے ہاں تصور اور عقیدہ کے مطابق حضرت امام مہدی کے نزول کے بعد ان کے ہاتھوں عالم میں قائم ہو گی۔ آپ جس تحریک خلافت کے داعی ہیں وہ ان میں سے کس کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے؟

○ آپ نے بڑے بنیادی مسئلہ سے بات شروع کی ہے۔ پہلے تو میں ان تینوں کے علاوہ ایک اور مرحلے کا ذکر کرتا ہوں اس لئے کہ خلافت اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان قدیم ہے۔ جب سے انسان اس دنیا میں آباد ہوا ہے' نبوت بھی اس کے ساتھ ہی شروع ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے نبی تھے' اس کے ساتھ ہی یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ آیا انسان خود مختار ہے یا وہ کسی کا بندہ ہے۔ اگر خود مختار ہے تو پھر جو سیاسی نظام وہ قائم کرے گا وہ انسانی حاکمیت پر مبنی ہو گا اور اگر اللہ کا بندہ ہے تو سیاسی نظام جو وہ قائم کرے گا وہ خلافت پر مبنی ہو گا۔ خلافت اور حاکمیت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگر انسان حاکمیت کا مدعی ہو تو یہ اسلام کی رو سے کفر ہے کیونکہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمران ہے اک وہی باقی بتان آزری

حاکمیت صرف اللہ کے لئے ہے تو انسان کے لئے خلافت ہی رہے گی' یعنی حق نیابت۔

چنانچہ آپ نے اسلام میں خلافت کے جو تین مراحل بیان کئے ہیں' میں اس میں ایک چوتھے مرحلہ کا اضافہ کروں گا۔ ان تینوں سے پہلے آپ ایک مرحلہ کا اضافہ کر لیجئے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل جب بھی کوئی اسلامی نظام قائم ہوا وہ خلافت کا نظام تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں قرآن حکیم کے الفاظ ہیں'

"اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر خلافت عطا کی ہے' تمہیں خلیفہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے مابین انصاف سے معاملہ کرو۔"

گویا کہ حضرت داؤدؑ بھی اللہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت سلیمان بھی اللہ کے خلیفہ تھے' اگرچہ وہ خلافت شکلاً وصورتاً بادشاہت کہلاتی ہے' یعنی ایک بادشاہ داؤدؑ اور سلیمانؑ تھے اور ایک بادشاہ نمرود اور فرعون تھے۔ آخر الذکر دونوں کی بادشاہت انسانی حاکمیت کے تصور پر مبنی تھی' اس لئے کفر و شرک اور شیطانیت تھی۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کی بادشاہت اللہ کی حاکمیت کے تحت انسانی خلافت کے تصور پر مبنی تھی اس لئے رحمت تھی۔ خلافت اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان قدیم ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انسانی حاکمیت کا تصور کفر و شرک اور اللہ کے خلاف بغاوت ہے۔ ارض و سما کا جو بادشاہ حقیقی ہے اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے انسان اس کے تابع رہتے ہوئے جو سیاسی نظام بنائے گا' اس کا نام خلافت ہے اب اسے تسلسل میں ہم سمجھیں گے کہ حضورؐ کی سربراہی میں مدینہ میں قائم ہونے والی چھوٹی سی اسلامی ریاست جو تدریجاً قائم ہوئی' ہم اس کے لئے عموماً یہ اصطلاح استعمال نہیں کرتے وگرنہ حقیقتاً رسول اکرمؐ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے وہ وقت کمزوری اور ضعف کا دور تھا' وہ ریاست کا دور نہیں تھا' اس لئے کہ مسلمان وہاں محکوم تھے۔

اس بات میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے کہ کس وقت ریاست قائم ہوئی مگر حقیقت یہی ہے کہ مدینہ منورہ میں آ کر تدریجاً اسلامی ریاست قائم ہو گئی۔ جس کے حضور اکرم ﷺ ہی خلیفہ تھے۔ ہم آپ جنابؐ کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کرتے مگر یہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم کے

مطابق جس طرح حضرت داؤدؑ اپنی ریاست میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اسی طرح آنحضرتؐ بھی اسلامی ریاست میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے۔ آپؐ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام قائم ہوا۔ خلافت راشدہ صرف سیدنا حضرت علیؓ تک شمار کی جاتی ہے۔ صرف اضافی طور پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا نام بھی اس میں جوڑ دیا جاتا ہے وگرنہ حضرت علیؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے درمیانی عرصہ کو خلافت راشدہ میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اصل خلافت راشدہ حضرت ابوبکرؓ ' حضرت عمر فاروقؓ ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر مشتمل ہے جب کہ میں اس میں حضرت حسنؓ کے چھ ماہ بھی شامل کرتا ہوں۔ اس کے بعد سے جو نظام شروع ہوا اگرچہ نام اس کا خلافت ہی تھا مگر حقیقت میں وہ ملوکیت تھی چنانچہ ایک حدیث میں حضورؐ نے اسے ملوکیت سے تعبیر کیا ہے۔ یہ حدیث نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے جو مسند احمد بن حنبل میں موجود ہے' اس میں حضور اکرمؐ نے اپنی حیات طیبہ سے لے کر قیامت تک کے پانچ ادوار کا ذکر فرمایا ہے۔

پہلا دور : دور نبوتؐ جس میں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق کے طور پر آپ جنابؐ خود تھے۔ اس وقت حکمران بھی آپ جنابؐ کی ذات گرامی بابرکات کی تھی۔

دوسرا دور : خلافت راشدہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ وہ آپ ہی کے نقش قدم پر خلافت تھی۔

تیسرا دور : ظالم بادشاہ' کٹکھنی حکومت'

چوتھا دور : غلامی والی بادشاہت' جبر والی حکومت' یعنی بادشاہت تو تھی مگر مسلمانوں کی نہیں' ملکہ وکٹوریہ کی حکومت قائم ہو گئی' جارج پنجم یا ششم کے ہم غلام ہو گئے۔

پانچواں دور : رسول اکرمؐ نے بتایا کہ پانچواں دور پھر آئے گا جس میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے نقش قدم پر پھر خلافت قائم ہو گی۔

یہ جو درمیانی دور ہے اسے ہم ملوکیت کا دور کہیں گے۔ اگرچہ اس میں اچھے بادشاہ بھی تھے۔ بہت اچھے لوگ بھی تھے' جس میں غازی صلاح الدین ایوبی اور نورالدین زنگی جیسے اچھے لوگ بھی تھے۔ برے اور ظالم لوگ بھی آئے ہیں۔ اس کو خلافت نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہاں جو نظام تھا وہ عوام کی پسند یا عوام کے انتخاب کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ وہ طاقت کے بل پر تھا۔ جس قبیلہ یا خاندان میں طاقت اور زور زیادہ ہوتا وہ اپنی حکومت قائم کر لیتا۔ اس معنی میں اس خلافت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا تعلق آئیڈیل کی حیثیت سے خلافت راشدہ سے ہے۔ یعنی وہ جو پہلا دور ہے جس کو آپ تیسرے نمبر پر کہہ رہے ہیں اس خلافت کے ہم قائل ہیں کہ آخری دور کے بارے میں حضورؐ نے پیشین گوئی فرمائی کہ خلافت پھر قائم ہو گی' اس کے بارے میں اضافی پیش گوئیاں یہ ہیں کہ وہ پوری دنیا میں ہو گی۔

یہ خلافت جو ہے اس کے بارے میں کئی واقعات ہیں کہ حضرت امام مہدی کا ورود اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ یہ دو واقعات ایسے ہیں جن کے نتیجہ میں پوری زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کا نظام قائم ہو جائے گا۔ جس خلافت کی ہم کوشش کر رہے ہیں وہ اس آخری دور سے قبل کی تمہید ہے جیسے حضور ﷺ نے خود خلافت قائم کر دی تھی۔ یعنی جزیرہ نما عرب میں' پھر وہ مشرق کی طرف پھیلی۔ عراق' ایران میں ماوراء النہر (وسط ایشیا) اور یہ معاملہ پھیلتا چلا گیا۔ خلافت راشدہ کے دور ہی میں اسلام افغانستان تک آ چکا تھا۔ مغرب میں شام سے صحرائے سینا' مصر اور شمالی افریقہ' شمال میں ایشیائے کوچک' حضور ﷺ کے

> **"میرے پاس میاں نواز شریف نہیں بلکہ میاں محمد شریف اپنے تینوں بیٹوں کو لے کر تشریف لائے"**

دست مبارک سے خلافت کا جو سلسلہ قائم ہوا تھا یہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں تھا' باقی یہ بعد کی فتوحات ہیں۔ اسی طرح وہ جو آخری خلافت پوری دنیا میں قائم ہو گی اس کا آغاز بھی کسی ایک ملک سے ہو گا۔ آثار و قرائن اور احادیث کے ذریعہ پیش گوئیاں یہ ہیں کہ اس کا آغاز پاکستان اور افغانستان پر مشتمل خطہ سے ہو گا۔ پہلے یہاں وہ نظام قائم ہو گا۔ پھر مشرق و مغرب میں اس کی پیش رفت ہو گی اور یہ پوری دنیا پر چھا جائے گا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اس کے آخری دور کا نقطہ آغاز ہے' اس کے لئے ہم پاکستان میں نظام خلافت کو قائم کرنے کے لئے تحریک خلافت کی صورت میں اپنی مساعی کر رہے ہیں۔

☆ اخبارات میں چھپنے والی خبروں کے مطابق آپ نے گزشتہ دنوں وزیراعظم میاں نواز شریف کو پیشکش کی تھی کہ وہ پاکستان میں سود کے خاتمہ اور اسلامی و شرعی قوانین کا نفاذ کر کے منصب خلافت سنبھال لیں' یہ کس قسم کی پیشکش تھی؟

○ اس کے لئے پیشکش کا لفظ بالکل غلط ہے اور خلافت کا تاج سجانے کی سرخی تو خبر رساں ایجنسی این این آئی کی شرارت سے لگی جو کہ بالکل جھوٹ اور غلط بیانی پر مشتمل تھی۔ سرے سے میں نے اس قسم کی کوئی بات کہی ہی نہیں تھی۔ یہ موجودہ صحافت کا بہت گھناؤنا پہلو ہے کہ اس طرح کی حرکات آج بھی ہو رہی ہیں اور اس میں بھی مغالطہ ہے۔ پیشکش کا کوئی سوال نہیں' میں نے تو مطالبہ کیا تھا اور میرے مطالبے دو ہیں۔

ایک مطالبہ یہ ہے کہ نظام خلافت کے لئے پاکستان کے دستور میں جو بنیادی ترامیم ہونی چاہئیں ان کا اہتمام کریں۔ وہ کیا ہیں؟ یہ کہ حاکمیت خداوندی کا اقرار قرارداد مقاصد میں ہے' جس کو جنرل ضیاالحق نے آئین کا حصہ بنا دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی دو مخالف شقیں بھی دستور میں موجود ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت زیادہ گھپلا ہو رہا ہے کہ سندھ ہائیکورٹ نے ایک فیصلہ دیا جس میں 2 اے کا حوالہ دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے اس کو رد کر دیا کہ اگر وہ شق دستور میں موجود ہے تو یہ شق بھی موجود ہے۔ پہلی بات تو ہم نے ان سے یہ کہی ہے کہ پورے دستور میں سے قرارداد مقاصد کے منافی دفعات نکال دی جائیں۔

دوسرا مطالبہ ہم نے ان سے یہ کیا ہے کہ پاکستان میں کتاب و سنت کو سپریم لاء قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ایک دفعہ موجود ہے 277-اے لیکن یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ضمن میں۔ میں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس دفعہ کو بھی 2 اے کے ساتھ 2 بی کی شکل دے کر شامل کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نفاذ ہو گا جس کی وضاحت اس طرح کی جائے کہ کتاب و سنت سپریم لاء ہے اور یہاں کسی بھی سطح پر قانون سازی' کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ یہ دفعہ 227-اے تو موجود ہے بس اس دفعہ 2-اے کے ساتھ 2-بی بنا کر درج کر دیا جائے۔

تیسرا مطالبہ یہ ہے' شریعت کورٹ جو کہ باقاعدہ ایک ادارہ ہے جسے جنرل ضیاء الحق نے قائم کیا تھا۔ اس پر جو پابندیاں عائد ہیں کہ دستور پاکستان اس کے دائرہ کار سے خارج ہے۔ مروجہ عدالتی قوانین (پروسیجرل لاز) اور عدالتی طریق کار بھی اس کے دائرہ اختیار سے ماورا ہے۔ پرسنل لاء بھی شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ مالی قوانین کو بھی دس برس تک شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے باہر رکھا گیا ہے۔ جب یہ دس برس پورے ہو گئے تو شریعت کورٹ نے بینکنگ قوانین اور سود کے بارے میں ایک اہم فیصلہ کیا۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ شریعت کورٹ پر تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔ شریعت کو سپریم لاء بنانا ہے تو پھر ہر چیز شریعت کورٹ کے دائرہ میں آنی چاہئے۔

ہمارا چوتھا مطالبہ ہمارا یہ ہے کہ شریعت کورٹ کے ججوں میں علماء کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے اور شریعت کورٹ کے ججوں کی شرائط ملازمت کو سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے ججوں کے مساوی کیا جائے۔ یہ کیسی بے اصولی ہے کہ شریعت کورٹ کے ججوں کو سرکاری ملازم قرار دے کر آپ جو کام ان سے لینا چاہیں لیں۔ اگر وہ نہ کریں تو انہیں جہاں چاہیں تبدیل کر دیں جبکہ یہ کام آپ اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کے ساتھ نہیں کر سکتے' اس عدم مساوات کو ختم کیا جائے۔

مزید مطالبہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 45 کی رو سے اگر کسی شخص کو پھانسی کی سزا ہو گئی ہو (جو قتل کے مقدمہ میں ہو' یا قصاص کا مقدمہ ہو) مقتول کے ورثا معاف کرنے کو تیار نہیں اور نہ ہی قصاص یا دیت لینے پر آمادہ ہیں۔ اپیل اور نظرثانی وغیرہ کے تمام مراحل ختم ہو جانے کے بعد صدر مملکت کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس کی سزا تبدیل کر دیں۔ یہ شریعت کے منافی بات ہے۔

آخری بات ہم نے یہ کہی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ شریعت کورٹ قائم ہو گئی ہے۔ یہ خواہ مخواہ کا سفید ہاتھی ہے۔ بے شمار پیسہ اس پر خرچ ہوتا ہے۔ اس کی سفارشات کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے' لہٰذا اسے ختم کیا جائے۔ یہ دو ادارے ایک دوسرے کے مدمقابل ہو گئے ہیں۔ جب شریعت کورٹ قائم ہو گئی تو پھر اسلامی نظریات کونسل کی کوئی ضرورت نہیں اور شریعت کورٹ کے بارے میں یہ طے ہے کہ اس کا فیصلہ ایک حکم کا درجہ رکھتا ہے جسے بہرحال نافذ کیا جائے گا۔

یہ ہیں وہ تبدیلیاں جن کا مطالبہ کیا گیا ہے' میاں نواز شریف صاحب جو کہ پارلیمنٹ میں دو تہائی سے بھی زیادہ اکثریت رکھتے ہیں اگر دستور میں کروا دیں تو پھر میرے نزدیک پاکستان میں خلافت کے نظام کے نفاذ کے لئے کم از کم جو دستوری تقاضے ہیں وہ پورے ہو جاتے ہیں اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ پاکستان کا نظام دستوری اعتبار سے نظام خلافت بن گیا ہے۔ عملاً اس نظام خلافت کا بن جانا دور کی بات ہے' ایسے ہی جیسے ایک شخص ہندو' پارسی' سکھ' عیسائی یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے وہ اگر مسلمان ہو گیا ہے تو وہ نماز سیکھے گا' اسلامی تعلیم حاصل کرے گا' عمل اور عبادات پر عبور حاصل کرے گا تب ہی اچھا عملی مسلمان بنے گا لیکن کلمہ پڑھتے ہی وہ مسلمان تو ہو گیا' اسی طریقے سے اگر دستور میں یہ تبدیلیاں ہو جائیں تو پاکستان خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قانونی اور دستوری درجہ حاصل کر لے گا۔

دوسری بات سود کے بارے میں ہے جو اس سے علیحدہ ہے۔ اس کے لئے دستور میں ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جو درحقیقت شریعت کورٹ کا فیصلہ آ گیا تھا اور (سابق دور وزارت عظمیٰ میں) میاں نواز شریف صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں کریں گے مگر بعد میں اپیل دائر ہو گئی' اس میں ہم نے ان کو مشورہ دیا تھا کہ

سپریم کورٹ سے آپ اپیل واپس لے لیں اور شریعت کورٹ سے ہی ایک سال کی مدت لے لیں کہ اس عرصہ میں آپ سود ختم کر کے کوئی متبادل نظام لے آئیں گے۔ پھر اس کا ایک متبادل بھی ہم نے پیش کیا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سپریم کورٹ کا شریعت اپلیٹ بینچ تشکیل دے کر وہ جو آپ نے اپیل دائر کر رکھی ہے اس پر فیصلہ لے لیں اور متبادل نظام تلاش کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

☆ اگر میاں صاحب آپ کے مشورہ کے مطابق یہ سارا کچھ کر لیں اور پھر خلیفہ بن جائیں تو وہ خلیفہ ہارون الرشید جیسے خلیفہ ہوں گے؟

○ پہلے تو یہ سوال ہے کہ اس نظام میں خلیفہ کس کو کہیں گے؟ صدر کو یا وزیر اعظم کو؟ دراصل اس جاری نظام میں کسی کے لئے خلیفہ کی بات کرنا احمقانہ بات ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ آپ صدارتی نظام لے آئیں اور دستور میں بھی یہ ساری تبدیلیاں ہو جائیں جو کہ میں نے کہی ہیں تو اس کے بعد صدر کو خلیفۃ باکستان کہا جا سکے گا۔ یعنی وہ پاکستان کے مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔

☆ ڈاکٹر صاحب اب میاں صاحب جس مقصد کے لئے آپ کے پاس آئے اور آپ بھی ان سے ملے۔ اس سلسلہ میں میاں صاحب کے سابق دور حکومت میں انہوں نے علماء کرام سے ایسی تجاویز طلب کی تھیں اور مولانا عبدالستار خان نیازی کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی جس نے تقریباً یہ ساری تجاویز جو آپ نے بیان فرمائی ہیں' پیش کی تھیں۔ کیا آپ کی نظر سے اس کمیٹی کی یہ

> "بے نظیر حکومت میں مرد اول "بائی پراکسی" حکومت کرتے رہے"

تجاویز گزری ہیں؟ کیا ان تجاویز اور آپ کے ارشادات میں کوئی فرق ہے؟

○ میاں صاحب دو مرتبہ میرے پاس آئے اور میں بھی ان سے ملا' پہلے مجھے یہ بتائیے کہ اس سوال کا مقصد کیا ہے؟

☆ اصل بات یہ ہے کہ مسلم لیگ کے ساتھ کچھ دینی جماعتوں کا اتحاد ہے۔ ان جماعتوں کے لیڈروں سے تو وہ اب ملنا بھی پسند نہیں کرتے۔ مولانا عبدالستار نیازی' پروفیسر ساجد میر' مولانا معین الحق لکھوی ہیں۔ ان صاحبان سے انہوں نے وزیر اعظم بننے کے بعد اس طرح کی ملاقات نہیں کی جس طرح آپ سے کی گئی یا آپ کو وقت دیا۔

○ تو پھر آپ یہ سوال کریں کہ ایسا کیوں ہوا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے علم میں یہ نہیں تھا کہ اس سلسلہ میں پہلے بھی یہ کارروائی ہو چکی ہے۔ یہ علماء کرام تو میاں صاحب کی حکومت کے اتحادی ہیں۔ میں نے تو اب کوشش شروع کی تھی کہ ان حضرات سے ملاقات کر کے ان سے کہوں کہ وہ حکومت پر اندر سے بھی دباؤ ڈالیں تاکہ ان دستوری ترامیم کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہو وہ صحیح ہو۔ میں کئی علماء سے مل چکا ہوں' باقی لوگوں سے مل رہا ہوں۔ میاں نواز شریف سے پہلے میری کوئی ملاقاتیں نہیں ہوئیں اور نہ ہی میں نے اس سلسلہ میں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ اسے بالکل منجانب اللہ ہی سمجھیں' جسے عام الفاظ میں اتفاق کی بات کہا جا سکتا ہے۔ دسمبر 1995ء میں' میں عمرہ کے لئے بیت اللہ گیا۔ حرم شریف کے اندر میں وہیل چیئر پر تھا (گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے) کہ وہاں ایک بزرگ میری طرف دیکھ کر میرے پاس آئے۔ مجھے بڑی محبت سے ملے اور پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ وہیل چیئر پر کیوں' کیا مسئلہ ہے؟ میں نے انہیں گھٹنوں کی تکلیف کے بارے میں بتایا۔ جس پر انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے' میں لاہور میں آپ سے ملوں گا۔" میں نے ان صاحب سے کہا کہ "آپ اپنا تعارف تو کرا دیں" اس پر انہوں نے کہا میں "میاں محمد شریف ہوں۔" تب مجھے یاد آیا کہ جب انہیں پولیس نے گھسیٹ کر ان کے دفتر سے زبردستی گرفتار کیا تھا اس وقت ان کی تصویریں اخبارات میں شائع ہوئی تھیں۔ خیر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ جب میں جہاز پر واپس آ رہا تھا تو معلوم ہوا کہ میاں محمد شریف بھی اسی جہاز میں واپس جا رہے ہیں۔ وہ فرسٹ کلاس میں تھے اور میں اکانومی کلاس میں تھا لیکن اب میں خود چل کر ان کے پاس گیا' انہیں سلام کیا۔ وہ حرم میں میرے پاس چل کر آئے تھے یہاں میں چل کر ان کے پاس گیا۔ انہوں نے بات چیت میں دوبارہ اس بات کا اعادہ کیا کہ میں لاہور میں آپ کے پاس آؤں گا لیکن سال گزر گیا وہ نہیں آئے اور میں بھی ایک خاص خیال کی وجہ سے ان کے پاس نہ گیا۔ تین فروری 1997ء کو جب یہ خبر آئی کہ میاں نواز شریف وزیر اعظم اور میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور انہیں مینڈیٹ بھی اتنا بھاری ملا کہ اس کی مثال ہی موجود نہیں۔ تو میرے ذہن میں آیا کہ آج دین کے نام پر مسلم لیگ ویسے ہی بھاری اکثریت سے اقتدار میں آئی ہے جیسا مینڈیٹ مسلم لیگ کو 1946ء میں ملا تھا۔ یہی موقع ہے کہ انہیں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ قیام پاکستان کا اصل مقصد جسے ہم بھول گئے تھے۔ قرارداد مقاصد پاس کرنے کے بعد ہم اقتدار کی بھول بھلیوں میں کھو گئے چنانچہ اب انہیں اس طرف توجہ دلائی جا سکتی ہے کہ آئیے آج آپ ان مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں چنانچہ میں اس موضوع پر غور کرتا رہا۔ جمعہ 14/ فروری 1997ء کو میں نے مسجد دارالسلام میں ایک طویل تقریر کی تھی (تقریباً دو گھنٹے) اخبارات میں خاص طور پر اعلان کیا گیا تھا کہ یہ تقریر لمبی ہو گی۔ میں نے اس تقریر کا ایک کیسٹ میاں محمد شریف صاحب کو بھیجا اور ایک خط لکھا جس میں ملاقاتوں اور ان کی باتوں کا حوالہ دے کر انہیں یاد کرایا کہ آپ تو نہیں آئے اور میں بھی یہ سوچ کر نہیں آیا کہ امیر لوگوں کے دروازوں پر دین کے خادموں کا حاضر ہونا کوئی اچھی بات نہیں۔ اب اس ملک میں الیکشن کے حوالے سے جو صورت بن گئی ہے میں

چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو عزت دی ہے یہ ایک بہت بڑی آزمائش بھی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کے بیٹے سعادت مند ہیں' نیک ہیں اور آپ کی بات سنتے ہیں' ان کے پاس تو اتنا وقت نہیں ہو گا کہ وہ میری طویل تقریر سنیں اس لئے میں یہ آپ کو بھیج رہا ہوں' آپ اسے سن لیں۔ مزید کسی چیز کی وضاحت درکار ہو تو آپ خود چل کر آئیں گے تو میرا اعزاز ہو گا' آپ مجھے بلائیں گے تو بسرو چشم حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر تیسرے روز فون آیا کہ میاں محمد شریف صاحب اپنے تینوں بیٹوں کو ساتھ لے کر آ رہے ہیں۔ میرے لئے یہ بڑی ناقابل یقین بات تھی مگر یہ ہوا۔ یہ ہے ملاقات اور اس کا مکمل پس منظر۔ اس سے قبل میرا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں ان پر شدید تنقید کرتا رہا ہوں۔ میں نے صاف کہا کہ انہوں نے گناہ کبیرہ کیا ہے۔ میں نے دو سال قبل اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ انہوں نے مسلم لیگ کو زندہ کر دیا ہے' اسے ایک طاقتور پارٹی بنایا ہے مگر میاں نواز شریف نے ایک گناہ کبیرہ یہ کیا کہ انہوں نے دستور میں شرعی ترامیم نہیں کیں۔ دوسرا گناہ یہ کیا کہ وعدہ کرنے کے باوجود شریعت کورٹ کی طرف سے سود حرام قرار دیئے جانے کے بعد اپیل نہ کرنے کا وعدہ کرنے کے باوجود میاں صاحب نے اپیل کر دی۔ اس کے لئے یہ اللہ سے توبہ استغفار کریں۔ پھر یہ وعدہ کریں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو پھر مذہبی عناصر اور دینی جماعتوں کو الیکشن کے میدان میں ان کا ساتھ دینا چاہئے بلکہ خوش آمدید کہنا چاہئے۔ اس سے زیادہ تو میں نے کبھی ان کی تعریف یا حمایت بھی نہیں کی' بس یہ ہے پس منظر میری ملاقاتوں کا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک امکان پیدا ہوا ہے کہ دستور میں ترامیم کرا کر پاکستان کو کم از کم آئینی اور قانونی سطح پر ایک اسلامی ریاست کا درجہ دلا دیا جائے۔

میں سیاستدان نہیں ہوں' سیاسی لوگوں سے میرا زیادہ ملنا جلنا بھی نہیں' تعلقات بھی نہیں ہیں' ان کی تقریبات میں بھی میرا آنا جانا نہیں' شادی بیاہ میں بھی آپ نے مجھے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔ میرے ہاں ولیمہ تو بالکل درویشی ہوتا ہے' اس میں ان لوگوں کے آنے کا امکان نہیں۔ اب یہ کہ میاں نواز شریف اپنے اتحادی علماء کرام سے کیوں نہیں مل رہے ہیں' اس کا مجھے علم نہیں۔

☆ ہمارا سوال یہ تھا کہ آپ کے علم میں وہ سفارشات ہیں یا نہیں جو علماء پہلے ہی کر چکے ہیں؟

○ میرے علم میں یہ سفارشات نہیں البتہ وہ دو سفارشات ضرور ہیں۔ ایک سفارش اسلامی نظریاتی کونسل کی ہے جو اچھی خاصی موٹی کتاب کی صورت میں چھپ چکی ہے۔ دوسری سفارش وہ ہے جو کمیشن جنرل ضیاء الحق نے معیشت کی اسلامائزیشن کے لئے بنایا تھا۔ اس کی سفارشات کی بھی ایک تفصیلی کتاب ہے۔ ہم نے ان سے جو مطالبہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اندرون ملک جو سود کا نظام ہے' جن لوگوں نے ڈپازٹ رکھے ہوئے ہیں اور وہ سود لے رہے ہیں آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ اس پر ہم دو سو بلین سے زیادہ جو سود ادا کرتے ہیں اس میں سے چھبیس بلین باہر کا ہے' باقی سارا یعنی 174 بلین روپے سود پاکستان کے اندر لوگوں کو ادا کیا جاتا ہے۔ یہ سارے سود خور یہاں بستے ہیں۔ ڈیفنس سیونگ اور دیگر سرٹیفکیٹ پر یہ سب لوگ سود لے رہے ہیں۔ یہ سمجھئے کہ ہر سال 174 بلین روپیہ پاکستان کے سود خوروں کو ادا کیا جاتا ہے۔ اس کو فوراً بند کریں' جو لوگ اپنا روپیہ واپس مانگیں ان کو کہیں کہ سہولت سے واپس کریں گے۔ حرام خورو تم بہت سود کھا چکے ہو' باقی جو غریب اور چھوٹے لوگ ہیں جیسا کہ آپ نے کوآپریٹو مالیاتی اداروں اور تاج کمپنی وغیرہ کے کھاتہ داروں کو ادائیگی کی ہے اس طرح انہیں بھی کر دیں۔ بڑے مگرمچھ کروڑوں روپے جمع کرا کے اس ملک کے دفاع کے لئے پیسہ دیتے ہیں اور اس پر بھاری سود لیتے ہیں۔ ان کو یہ پیسے واپس دینے کی ضرورت نہیں؟

1980ء میں سٹیٹ بینک نے طے کیا تھا کہ صرف یہ امور ہوں گے جن میں بینک سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ یہ سفارشات کسی مولوی کی نہیں سٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنرز کی تھیں۔ میرے خیال کے مطابق اس میں بھی کہیں ڈھکا چھپا سود ہے۔ مگر عریاں' ننگا اور کھلم کھلا سود اس میں نہیں تھا۔ اس سے موجودہ سودی نظام سے چھٹکارا ملتا ہے۔ بعد میں پریکٹس سے اس ڈھکے چھپے سود سے بھی نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ ان سفارشات کو حکومت فوراً نافذ کر دے۔ اس میں کسی لمبے چوڑے غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ میں تو ماہر معاشیات نہیں ہوں اور نہ میں نے کوئی سفارشات دینے کا وعدہ کیا ہے۔

☆ کیا حکومت نے آپ سے کوئی سفارشات مرتب کرنے کے لئے کہا تھا؟

○ انہوں نے کہا تھا آپ بھی کچھ کریں' ابا جی بھی اس میں آ جائیں' وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔

☆ عام تاثر یہ ہے کہ میاں نواز شریف نے اپنے پہلے دور اقتدار میں مولانا طاہر القادری اور مولانا عبدالستار خان نیازی کو اسلامائزیشن کے عمل میں رہنمائی کے لئے استعمال کیا۔ مولانا طاہر القادری اب ان کے سخت مخالف ہیں۔ مولانا نیازی اگرچہ ان کے ساتھ ہیں مگر وہ اب ان کی کوئی زیادہ بات نہیں سن رہے۔ اس طرح ان دونوں صاحبان کی "گڈول" استعمال کرنے کے بعد اب وہ آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ کیا ایسی بات ہے کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کی آڑ لے کر علماء کرام کی "گڈول" کو استعمال تو نہیں کر رہے؟ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اقتدار کے لئے لے سکیں۔

○ یہ آپ کی تعبیر ہے۔ کسی شخص کی کیا نیت ہے' یہ اللہ ہی جان سکتا ہے۔ میں نے آپ کو تفصیل سے بتا دیا ہے' مجھ سے جب بھی کوئی اخبار نویس سوال کرتا ہے تو میں انہیں یہی بتاتا ہوں کہ وزیر اعظم میرے پاس نہیں آئے بلکہ میاں محمد شریف صاحب اپنے تینوں بیٹوں کو لے کر میرے پاس

## یوں تو 14/اگست ہر سال آتی ہے —— لیکن

سن 97ء میں پاکستان کے قیام کو بحمد اللہ 50 سال مکمل ہو گئے۔ اس موقع کی مناسبت سے

**تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایک سیمینار' بعنوان :**

**پاکستان کی گولڈن جوبلی کے حوالے سے لمحہ فکریہ!**

## "ہم کہاں کھڑے ہیں؟"

ان شاء اللہ العزیز 17/اگست' بروز اتوار ساڑھے سات بجے شام

بمقام : قرآن آڈیٹوریم 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن

زیر صدارت : جنرل (ر) محمد حسین انصاری' نائب امیر تنظیم اسلامی

منعقد ہو گا —— خواتین کی شرکت کا بھی اہتمام ہے

آئے تھے۔ اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہاں وزیراعظم سے ایک مرتبہ میں جاکر ملا ہوں۔ وفد کے ساتھ گیا ہوں اور سب کے سامنے بات ہوئی ہے۔ ان کے والد صاحب سے میری بات ہوئی تھی اور میرے خیال کے مطابق وہ دینی مزاج رکھنے والے لوگوں میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے چونکہ مجھ سے بھی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تھا اور میں نے ایک تو ان کو حق نصیحت ادا کیا ہے کہ اس وقت آپ بہت بڑی آزمائش میں ہیں اگر دوبارہ کوئی غلطی ہوئی تو یہ آپ کے لئے بھی بہت تباہ کن ہوگی اور پاکستان کے لئے بھی اب شاید آخری موقع ہے۔ اب اس میں اگر کوئی اس طرح کا معاملہ، جس طرح کہ آپ سمجھ رہے ہیں کہ یہ صرف تاخیری حربے ہیں اور اسلامائزیشن کے لئے کام کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو میں سمجھوں گا کہ یہ میری بدقسمتی ہے' اس ملک کی بھی بدقسمتی ہے اور خود میاں نواز شریف اور ان کے پورے خاندان کی بھی بدقسمتی ہے۔ اگر یہ کچھ کر جائیں اللہ تعالیٰ انہیں ہمت دے تو اس ملک کا بھی بھلا ہوگا اور پھر اس ملک میں حقیقی معنوں میں خلافت کی طرف پیش قدمی شروع ہو جائے گی۔

☆ جیسا کہ آپ نے ابھی کہا ہے کہ انہوں نے کچھ وقت مانگا تھا۔

○ وہ وقت مانگنے کا مسئلہ یہ تھا کہ اگر انہوں نے شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف جو اپیل کی ہوئی ہے وہ واپس لے لیں' چونکہ شریعت کورٹ نے کہا تھا کہ مخصوص مدت کے اندر اندر کوئی متبادل نظام بنالیں وگرنہ فلاں تاریخ سے سود کالعدم ہو جائے گا۔ گویا کہ ایسا ہونے سے ملک کے اندر ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے' ایک ٹائم پیریڈ دیا گیا تھا۔ شریعت کورٹ میں جو مسئلہ جائے کہ یہ کتاب و سنت کے منافی ہے یا نہیں اگر وہ کہہ دیں کہ یہ شے کتاب و سنت کے منافی ہے' اگر وہ فیڈرل فیڈرل حکومت سے متعلق ہو تو قومی اسمبلی کی طرف سے متعلقہ وزیر کو یہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ وقت مقررہ کے اندر اندر متبادل نظام طے کریں وگرنہ جاری نظام فلاں تاریخ کو ختم ہو جائے گا اور اگر یہ حکم کسی صوبہ کے بارے میں ہو تو صوبائی اسمبلی کو اس سلسلہ میں نئی قانون سازی کرنا ہوگی۔ شریعت کورٹ نے سودی نظام ختم کیا' انہوں نے متبادل نظام کے بجائے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی' اب وہ کولڈ سٹوریج میں چلا گیا۔ ابھی تک سماعت میں ہی نہیں آیا۔ ہمارا ان کو مشورہ یہی ہے کہ سپریم کورٹ سے اپیل واپس لے لیں اور شریعت کورٹ سے مناسب مہلت لیں۔ اس مہلت کے ضمن میں میاں شہباز شریف نے کہا کہ اگر ہم تین سال کی مہلت طلب کر لیں تو آپ کے خیال میں ٹھیک ہوگا۔ میں نے کہا نہیں یہ بہت زیادہ ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ دو برس کی مہلت مانگ لیں۔ اس وقت میاں محمد شریف صاحب بھی موجود تھے' انہوں نے کہا نہیں آپ ایک سال کے اندر اندر یہ کام کریں' یہ ہے اس مہلت کے بارے میں وضاحت۔ ہم نے انہیں اس کا ایک متبادل دیا ہے کہ آپ اس اپیل پر سپریم کورٹ کے شریعت بنچ سے فیصلہ حاصل کر لیں۔ اگر تو سپریم کورٹ کے شریعت بنچ نے سود ختم کرنے کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ دے دیا تو پھر ان کی جان چھوٹ گئی۔ اس کے بعد نظرثانی کی پٹیشن دائر کرنے کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ علماء کرام اور تمام دینی جماعتیں مل کر غور کریں کہ نظرثانی کی اپیل کی کیا شکل ہو' اس کے لئے دوبارہ تیاری کی جائے اور اگر سپریم کورٹ کا یہ اپیلیٹ شریعت بنچ قرار دے کہ سود واقعی حرام ہے۔ شریعت کورٹ کا فیصلہ درست ہے تو پھر اس کے لئے بھی وہ موقع دیں گے کہ اتنے عرصہ میں آپ متبادل نظام لے آئیں اور سودی نظام کو ختم کر دیں۔

☆ طالبان نے افغانستان میں سودی نظام بالکل ختم کر دیا ہے۔ ایک طرح وہاں یہ کام زیادہ آسان ہے کہ بینکاری کا نظام وہاں زیادہ وسیع نہیں ہے۔ تجارتی ادارے بھی کم ہیں۔ وہاں تو شہری کے بجائے قبائلی نظام ہے مگر پاکستان جہاں بینکاری کا پیچیدہ نظام اور تجارت اور سرمایہ کاری کا وسیع جال پھیلا ہوا ہے یہاں کس طرح یہ نیا نظام قائم ہوگا۔

**"وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں"**

○ یہ کس طرح ہوگا' اس پر ابھی ساری گفتگو ہو رہی ہے۔ ایک زمانے میں جنرل ضیاء الحق سے بھی بات شروع ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک سرکلر جاری کیا تھا کہ صرف ان مدوں میں جو کہ ان کے نزدیک شرعی طور پر جائز ہیں' اس میں علماء اور بینکرز کی آراء بھی شامل تھیں' بینک قرضے جاری کر سکتے ہیں اور یہ سرمایہ کاری سود کے بغیر ہوگی۔ اپنی ذاتی رائے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اس سکیم میں بھی کچھ مقدار خفیہ سود کی موجود ہے لیکن بہرحال جو ننگا سود ہے اس سے نجات مل جاتی ہے اس لئے پہلے قدم کے طور پر اگر اسی سکیم کو نافذ کر دیا جائے تو یہ ایک مثبت پیش رفت ہوگی۔

☆ جناب اگر کوئی ملازمت پیشہ یا محدود آمدنی والا شخص ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی حاصل شدہ پانچ دس لاکھ روپے کی رقم کو کسی بینک کے پی ایل ایس (پرافٹ اینڈ لاس سیونگ) اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے' جہاں سے اسے ہر ماہ ایک مقررہ رقم بطور منافع حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے آپ کیا کہیں گے۔ یہ منافع ہے یا سود ہے؟

○ پی ایل ایس اکاؤنٹ کی ایک وہ شکل تھی جو 81-1980ء والے سرکلر میں تھی۔ ایک صورت بعد میں بن گئی ہے یہ کھلم کھلا سود ہے اس میں تو اختلاف ہی نہیں ہے۔ وہ جو پہلی صورت تھی اس کے بارے میں میں نے کہا ہے کہ اس میں بھی سود کی ایک شکل موجود ہے مگر وہ خفی ہے' کھلم کھلا نہیں ہے۔ اس لئے پی ایل ایس کی وہ شکل جو 81-1980ء میں تھی وہ دوبارہ بحال ہونی چاہئے لیکن یہ کہ مشارکت' مضاربت' اجارہ یہ دس گیارہ دفعات انہوں نے سرمایہ کاری کے لئے بنائی تھیں۔

☆ طالبان افغانستان میں جو اسلامی اصلاحات فرما رہے ہیں' کیا آپ نے ان کا مطالعہ کیا ہے؟

○ اخبارات میں جو کچھ آ رہا ہے اتنا ہی مجھے بھی معلوم ہے۔ طالبان درحقیقت وہ علماء ہیں جو ہمارے قدیم مدرسوں کے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کو جو بہت بڑی کامیابی حاصل ہو گئی' لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں امریکہ اور ہمارے ملک کی آئی ایس آئی کی مدد حاصل ہے۔ میرے علم کے مطابق یہ بات پہلے بالکل درست تھی مگر اب ایسا نہیں ہے۔ امریکہ کی اس مدد کا ایک پس منظر ہے وہ یہ کہ افغان مجاہدین کے چھ سات یا جتنے بھی دھڑے ہیں' جنہوں نے سوویت یونین کی فوجوں کے خلاف مل کر جنگ لڑی تھی اور اس کے بعد آپس میں لڑ رہے تھے' افغان قوم اس خانہ جنگی سے تنگ آ چکی تھی' طالبان نے یہ بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا کہ جہاں گئے وہاں عام لوگوں سے انہوں نے ہتھیار واپس لے لئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب امن ہے۔ جتنا علاقہ ان کے پاس ہے اس میں کوئی راہزنی نہیں' کوئی لاقانونیت اور جگا ٹیکس وغیرہ' جسے وہاں بھاٹی ٹیکس کہتے ہیں' بھی نہیں ہے۔ دوسرے گروہوں کے جو علاقائی کمانڈر تھے وہ بھی ان کے ساتھ ملتے چلے گئے۔ یہ سارے لوگ علماء ہیں ان کے ہاتھوں میں حکومت آ گئی اور انہوں نے اپنے علم اور معلومات کے مطابق اسلام نافذ کر دیا ہے۔ داڑھی کو وہ سنت موکدہ کہہ کر لوگوں کو داڑھی رکھوا رہے ہیں۔ جو لوگ داڑھی کے بغیر ہیں انہیں وہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ آپ جیل میں ہمارے مہمان رہئے جب آپ کی داڑھی نکل آئے گی تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔ عورتوں کو برقعہ اوڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "گھروں میں بیٹھو" خواتین کی تعلیم کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ جب ہم خواتین کی تعلیم کا مناسب اور باپردہ بندوبست کر سکیں گے۔ اس وقت سے پہلے خواتین گھروں میں رہیں۔ مخلوط تعلیم کی وہ کسی طور اجازت دینے کے لئے تیار نہیں۔

☆ آپ کا کیا خیال ہے کہ نواز شریف پاکستان میں بھی ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟

○ اب دیکھیں نواز شریف نے ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اب دو ہی راستے ہیں یا تو پاکستان اسلام کی طرف بڑھے گا۔ یا پھر پاکستان کی پختون بیلٹ ٹوٹ کر ادھر چلی جائے گی۔

☆ یہ کیسے ممکن ہے؟

○ جن لوگوں نے اسلامی نظام کے لئے اتنی جانیں دے دی ہیں وہ اس کے لئے مزید قربانیاں بھی دے سکتے ہیں اور آپ کی پختون بیلٹ میں مذہب کے لئے لگاؤ ہے۔ اس کی بنیاد پر کچھ مذہبی جماعتیں اپنی سیاست کر رہی ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ مشیت ایزدی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے لئے کوئی راستہ ہے ہی نہیں' سوائے اس کے کہ وہ اسلام کی طرف آ ئے یا ٹوٹ جائے۔

☆ اگر نواز شریف صاحب سود کے خاتمے کا اعلان کر دیں اور آپ نے اسلامائزیشن کے لئے جو آئینی ترامیم تجویز کی ہیں یہ سب ہو جائیں تو پھر میاں نواز شریف صاحب کو خلیفۃ المسلمین بننے کے لئے اور کیا کرنا پڑے گا؟

○ میاں صاحب کو پھر خلیفہ بننے کے لئے ملک میں صدارتی طرز حکومت نافذ کرنا پڑے گا دستور میں ترامیم کرائیں اور پھر براہ راست عوام کے سامنے آئیں۔ الیکشن لڑیں' صدر کی حیثیت سے براہ راست الیکشن کرائیں اگر وہ منتخب ہو گئے تو پھر وہ پاکستان کے عوام کے خلیفہ بن سکتے ہیں۔

☆ منتخب خلیفہ کی مدت کتنی ہوگی؟

○ خلافت راشدہ میں ساری عمر خلیفہ رہتا تھا' اب آپ یہ مدت چار سال یا پانچ سال بھی کر سکتے ہیں۔ نہ ہی تو یہ صورت تاعمر کے لئے ہے اور نہ ہی یہ عہدہ موروثی ہو سکتا ہے۔

☆ مگر خلافت راشدہ میں تو تاعمر انتخاب تھا۔

○ ہم نے دیکھنا ہے کہ آیا ہم خلافت راشدہ کی ہر چیز جوں کی توں لے رہے ہیں۔ خلافت راشدہ سے ہمیں صرف اصول اخذ کرنے ہیں۔ ہم نے امور مملکت جنہیں مغربی انداز میں ڈھالا گیا ہے انہیں اسلامی انداز میں ڈھالنا ہے۔ مثلاً خلافت راشدہ میں فوجی قیادت انتظامیہ' عدلیہ' مقننہ وغیرہ الگ الگ نہیں تھے مگر اب یہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ خلافت نامہ صرف اللہ تعالیٰ کی حاکیت اولیٰ کا اقرار ہے اور کتاب و سنت پر مکمل عمل کا اعلان ہے اور مسلمانوں کے مشورہ سے سارا کام چلے گا کسی کو مختار مطلق بن کر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ چار یا پانچ برس کے بعد پھر نیا خلیفہ منتخب ہو گا؟

○ جی ہاں بالکل ہوں گے اور دیکھئے میں آپ کو سمجھنے کے لئے بتادوں میرا فارمولا یہ ہے کہ کسی بھی صحیح جمہوری آئین میں تین چیزیں ڈال دیجئے وہاں خلافت بن جائے گی۔

اول : حاکیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی تسلیم کی جائے۔

دوم : کسی بھی سطح پر کوئی بھی کتاب و سنت کے خلاف قانون نہیں بنائے گا اور اس کا فیصلہ کہ کوئی چیز کتاب و سنت کے منافی ہے یا نہیں اعلیٰ عدلیہ کیا کرے گی۔ ریاست کی قانون سازی اور اعلیٰ سطح کی پالیسی سازی میں غیر مسلموں کو شریک نہیں کیا جائے گا۔ یہ ترامیم آپ امریکی آئین میں ڈال دیں۔ وہ خلافت کا نظام بن جائے گا۔ فرنچ یا کسی بھی آئین میں ڈال دیں' وہ خلافت کا نظام ہو گا۔

**"ہر سال سود کی مد میں 174 بلین روپیہ ملکی سود خوروں کو ادا کیا جاتا ہے"**

☆ ان ترامیم کے بعد صدارتی الیکشن کرانے کے لئے آپ کی میاں نواز شریف صاحب سے کوئی بات ہوئی؟

○ کیا میں یہ سمجھوں کہ وہ محض وقت گزاری کر رہے ہیں۔ ان کی نیت یہ کام کرنے کی نہیں ہے اگر میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ وہ لوگ مخلص نہیں ہیں تو پھر میں وہی کروں گا جو میں نے جنرل ضیاء الحق صاحب کے ساتھ کیا تھا۔ مجلس شوریٰ کا انہوں نے مجھے رکن بنایا تھا اسے میں تین طلاق دے کر واپس آ گیا تھا۔ وہاں تو میں مجلس شوریٰ کا رکن تھا یہاں تو ان سے میرا ایسا کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ مجھے وہاں بھی دیر نہیں لگی تھی یہاں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

☆ پروفیسر ساجد میر سے آپ کی کیا بات چیت ہوئی؟

○ ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ میاں نواز شریف صاحب سے بات کریں گے۔

☆ آپ بے نظیر حکومت کے تین سال اور نواز شریف حکومت کی کارکردگی کا کچھ تقابل کرنا پسند فرمائیں گے۔

○ میاں صاحب کے موجودہ دور حکومت میں ان کے ساتھیوں یا ان پر کرپشن کا کوئی الزام نہیں ہے۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔ باقی بے نظیر صاحبہ کا دور حکومت جس میں مرد اول "بائی پراکسی" حکومت کر رہے تھے' اللہ کا شکر ہے کہ عورت کی حکومت کی لعنت دور ہو گئی۔ ویسے نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کی حکومت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

☆ ہمارے ہاں جو مذہبی حوالے سے دہشت گردی ہو رہی ہے اس کو ختم کرنے یا اس کا قلع قمع کرنے کے لئے آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہے؟

○ کسی دہشت گرد نے کبھی مذہب کا نام لے کر دہشت گردی کا ارتکاب نہیں کیا۔ یہ سب باہر کی قوتوں کا کیا دھرا ہے۔ وہ ملک میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لئے ہمارے درمیان مذہبی نفاق اور لڑائی کی کیفیت جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے ہاں لوگوں میں ویسے بھی مذہبی جنون ہے اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ کشمیریوں کی آزادی کے لئے آپ اگر کچھ کر رہے ہیں تو جواب میں کچھ ادھر سے بھی آئے گا۔ میرے نزدیک ایسی تخریب کاری کا ذمہ دار بھارت ہی ہے۔

☆ مگر ہمارے وزیر اعظم صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ گزشتہ پچاس برس میں ہم نے بہت غلطیاں کی ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ دونوں حکومتیں مل بیٹھیں۔ "را" اور "آئی ایس آئی" بھی باہم مل کر آپس میں تعاون کریں۔

○ اگر پاکستان اپنے نظریاتی تشخص کو مستحکم کر لے کہ یہ اسلام کے نام پر بنا تھا اور دستور میں بھی اس تشخص کو داخل کر لے تو اس کے بعد بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کی کوشش کرے۔ اس کے ضمن میں دونوں اطراف کی پرانی تلخیوں کو بہر طور بھلانا پڑے گا لیکن اگر پاکستان یہ اقدامات نہیں کرتا تو جو حالت اس وقت گومگو کی ہے بلکہ دستوری سطح پر جو منافقت ہے وہ اگر برقرار رہتی ہے اور اس حالت میں بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لایا جاتا ہے تو یہ پاکستان کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔

## لگ بھگ ۱۲ سو سال پرانی ایک ہندی تحریر —— وشنو پرنا

دنیا پر بھونڈے' تندخو' جھوٹے اور دغاباز حکمران بن بیٹھیں گے۔ وہ عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتاریں گے' اپنی رعایا کا مال ہڑپ کریں گے۔ وہ صرف نام کے حکمران ہوں گے۔ ان کی زندگی چند روزہ اور خواہشات لاتعداد ہوں گی۔ عقائد کا معیار صرف دولت اور دولت ہی کی پوجا ہو گی۔ انسانی جوڑوں کو جوڑنے کا ذریعہ صرف ہوس ہو گی۔ جھوٹے اور فریبی کامیابی کی منازل طے کریں گے۔ عورتیں محض جنسی تسکین کے لئے ہوں گی۔ دنیا میں بددیانتی کے بغیر جینا دشوار ہو گا۔ بھروسے کے قابل صرف اسے سمجھا جائے گا جو کچھ کرنے کے قابل نہیں ہو گا۔ علم کی بجائے دھونس اور دھاندلی سے کام چلے گا۔ مادر پدر آزادی کو شہرت ملے گی۔ شادی کی بجائے باہمی رضامندی کافی ہو گی۔ بھدہ لباس عزت و وقار کی علامت ہو گا.......

یہ تاریک دور چلتا رہے گا یہاں تک کہ نوع انسانی تباہی سے ہمکنار ہو گی۔

(وشنو' جلد ۔ ۴' ص ۲۲۴-۹)

# "کرپشن کا زہر پورے ملک میں سرایت کر چکا ہے"

## چیف جسٹس جناب سجاد علی شاہ نے کہا : ہمیں آدھے پاکستان میں اخوت و محبت کے ساتھ زندہ رہنے کا ڈھنگ سیکھنا ہو گا !

## وزیر اعلیٰ شہباز شریف کی تقریر بھرپور جذبات کے اظہار بیان کا خوبصورت مرقع تھی

### ملت اسلامیہ پاکستان کے ہر فرد کو انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں پورا کرنے کا عہد کرنا ہو گا

**نوائے وقت کے زیر اہتمام "پاکستان میں صحافت کے پچاس سال" کے موضوع پر الحمراء ہال میں منعقدہ سیمینار کا آنکھوں دیکھا حال**

رپورٹ : نعیم اختر عدنان

**اسلامی نظام کا قیام اور جمہوری تقاضوں کی ترویج کے** تقاضے ہنوز شرمندۂ تکمیل ہیں۔ حکمرانوں کو اسلام کی بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ قرآن و سنت کی بالادستی سے انحراف کر کے ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مسلسل عدم استحکام سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ ہمیں گولڈن جوبلی منانے کا حق نہیں ہے' وہ اس لئے کہ آج اسلامی بھائی چارے کی بجائے ملک میں مسلمان ہی مسلمان کا شکار کھیل رہا ہے۔ اخبارات قارئین کی بجائے ناظرین پیدا کر رہے ہیں۔ ایڈیٹران کرام روزانہ "مقابلہ حسن" کا اہتمام کر کے اپنے اخلاقی زوال اور ذہنی افلاس کا گھناؤنا اور قابل نفرت مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دولت کی منصفانہ تقسیم کے بغیر ملک کے استحکام اور جمہوریت کی ترویج کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ قومی خزانے کی لوٹ مار کا دھندہ ہمارا قومی کلچر بن چکا ہے۔ ۱۴۰ ارب ڈالر کے بیرونی قرضوں کے بوجھ نے وطن عزیز کو پھر سے غلام بنا دیا ہے۔ ہم رات کے اندھیرے میں اپنا جسم فروخت کرنے والی عورت کو تو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر دن کے اجالے میں ملک و قوم کو بے رحمی سے لوٹنے والوں کے گن گاتے ہیں۔ رائج الوقت قوانین برطانوی دور میں نافذ العمل انڈیا ایکٹ کا چربہ ہیں۔ اب بے رحمانہ طریقے سے بلاامتیاز احتساب ہونا چاہئے۔ پاکستان زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہے۔ بھارت ہمارا ازلی دشمن ہے جس سے مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کے بغیر ہماری صلح نہیں ہو سکتی۔ نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ ملک میں "خاموش انقلاب" لے آئی ہے۔ آئین جوان مرداں حق گوئی و بے باکی۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی۔ ملک میں پھیلی ہوئی تمام برائیوں کو بھاری مینڈیٹ کے نیچے دفن کر دیں گے۔ سالانہ ۳۲ ارب روپے گندم درآمد کرنے پر صرف ہو رہے ہیں۔ عوام کی اکثریت خط افلاس سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ اب تو ہمیں اپنا رخ متعین کر لینا چاہئے۔ پچاس سالہ کامیابی و ناکامی میں پوری قوم شریک ہے۔ دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں سے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے وغیرہ وغیرہ۔

۸/ اگست بروز جمعہ المبارک سہ پہر تین بجے الحمراء ہال لاہور میں روزنامہ نوائے وقت اور دی نیشن کے زیر اہتمام "پاکستان میں صحافت کے پچاس سال" کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں درج بالا خیالات کا اظہار مدعو مقررین نے کیا۔ اس تقریب کی صدارت ملک کی سب سے بڑی عدالت کے رئیس جناب سجاد علی شاہ نے کی۔ جناب عارف نظامی نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اخبارات کا اصل فریضہ حکومت کا محاسبہ کرنا اور عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے انہیں آئینہ دکھانا ہے۔ نوائے وقت اور نیشن ماضی کی طرح اب بھی اپنا یہ قومی فریضہ بلاخوف و خطر اور بلارو رعایت ادا کرتے رہیں گے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف نے اپنے پرجوش اور طویل خطاب میں کہا کہ پنجاب کے ۳۴/ اضلاع کے لئے ایماندار پولیس افسروں کا حصول ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ رشوت خوری پولیس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکنے کی وجہ سے امن و امان کی صورتحال مخدوش ہو چکی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اس بات کا تذکرہ بھی کیا کہ بعض دینی مدارس فرقہ وارانہ منافرت کے زہر کو معصوم ذہنوں میں اتار کر فرقہ وارانہ قتل و غارت گری میں شریک ہیں۔ علمائے حق کی قیادت میں قائم دینی مدارس کی خدمات کو وزیر اعلیٰ نے خراج تحسین بھی پیش کیا مگر فرقہ وارانہ دہشت پر قابو پانے کے لئے انہوں نے کہا کہ عدلیہ کے خصوصی تعاون کے بغیر اس مسئلہ کا ٹھوس اور پائیدار حل ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ اگر تیس روز کے اندر دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا دینا شروع کر دے تو موجودہ دہشت گردی کی وارداتوں پر قابو پا لیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں واسا' کارپوریشن اور دیگر اداروں کی ناقص کارکردگی کو ہدف تنقید بناتے ہوئے ان محکموں کی اصلاح احوال کا بیانگ دہل اعلان کیا۔ انہوں نے اس امر کا انکشاف بھی کیا کہ سرکاری آفیسر رات گئے تک ایک دوسرے سے فون پر پوچھتے رہے ہیں کہ شہباز شریف سو گیا ہے کہ نہیں۔ شہباز شریف کی تقریر بھرپور جذبات کے خوبصورت اظہار بیان کا مرقع تھی۔ وزیر اعلیٰ کا پرجوش خطاب جاری تھا کہ جناب مجید نظامی نے انہیں تھپکی دے کر تقریر ختم کرنے کے لئے کہا اس پر وزیر اعلیٰ نے حاضرین سے زوردار انداز میں پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگوا کر اپنی تقریر ختم کر دی۔ تقریب کے آخری مقرر مہمان خصوصی اور صدر مجلس جناب جسٹس سجاد علی شاہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ ججوں کے شایان شان لہجے میں بات کرتے ہوئے اپنی صدارتی گفتگو کے آغاز کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جسٹس صاحب نے فرمایا کہ "جج بولتا نہیں ہے بلکہ اس کا کام سننا ہوتا ہے' اس کے بعد وہ فیصلہ لکھتا ہے لہٰذا ہمیں آزادی سے فیصلے لکھنے دیئے جائیں۔ انہوں نے اس حقیقت واقعہ کا برملا اعلان کرنا بھی ضروری خیال کیا کہ "ہم نے آدھا پاکستان گنوا دیا ہے جبکہ باقی ماندہ آدھے پاکستان کو بچانے کے لئے رات دن کوشاں ہیں۔

ملک کی سب سے بڑی عدالت کے سربراہ نے عدلیہ

کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے دو ٹوک اور غیر مبہم انداز میں کہا کہ ملک میں آئین کی حکمرانی کا قیام عدلیہ کی اولین ذمہ داری ہے' ہم نے اس کے لئے کئی عملی اقدامات کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آئین کی تشریح کرنا' انتظامیہ اور پارلیمنٹ کے دائرہ اختیار کو چیک کرنا عدلیہ کے فرائض میں شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ کا آئینی فرض ہے کہ وہ آئین میں دیئے گئے انسانی حقوق کے تحفظ کے علاوہ پارلیمنٹ کے اندر کی جانے والی قانون سازی کو بھی چیک کرے کہ آیا قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف تو نہیں ہو رہی۔ انہوں نے کہا کہ عدالت از خود اختیارات کے تحت نوٹس لے سکتی ہے۔ چنانچہ کراچی کا مسئلہ اور پنجاب میں دہشت گردی کے واقعات کے اسباب کا جائزہ لینے اور اس کے روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے "سوموٹو" کا اختیار استعمال کیا ہے۔ چیف جسٹس نے موجودہ حکومت کے بھاری مینڈیٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جمہوری سسٹم کو چلانے کا یہ آخری موقع ہے۔ اگر موجودہ حکومت بھی عوام کی توقعات پر پورا اترنے میں ناکام ہو گئی تو یہ ایک المیہ ہو گا۔ تعلیم کی شرمناک حد تک کمی اور صحت کے شعبے کو نظر انداز کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انگوٹھا لگانے کی بجائے محض دستخط کر لینے سے کوئی شخص خواندہ نہیں کہلا سکتا بلکہ خواندگی کا معیار یہ ہے کہ انسان لکھ سکے' پڑھ سکے' اور سمجھنے کی صلاحیت کا حامل بھی ہو۔

انہوں نے کہا کہ کرپشن کا زہر پورے ملی وجود میں سرایت کر چکا ہے "اوپر" کی آمدنی کے دروازے کو بند کرنا ہو گا اور ملازمین کو فقط سوکھی تنخواہ پر گزارہ کرنے کی عادت اپنانی ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ والدین اپنے بچوں کے لئے ایسی نوکریوں کے طلبگار ہیں جہاں رشوت کا چلن ہے۔ چنانچہ ہمیں کرپشن کو اوپر سے نیچے تک ہر سطح پر ختم کرنا ہو گا۔ کرپشن کے خاتمے کے لئے موثر قانون سازی کی ضرورت کی طرف مبذول کراتے ہوئے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ جمہوری رویہ اپنائے اور قانون سازی کے دوران کھلا بحث مباحثہ ہونا چاہئے۔ جلد بازی میں قوانین کی منظوری سے خود حکومت کو نقصان ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت فعال طریقے سے کام کر رہی ہے چنانچہ حکومت کوئی ایسی قانون سازی نہ کرے جو اسلام کی روح کے منافی ہو۔ سجاد علی شاہ نے کہا کہ ہم نے پہلے بھی انصاف کیا تھا اور آئندہ بھی انصاف کا علم بلند رکھیں گے۔ دہشت گردی اور قتل و غارت کے واقعات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بے گناہ نمازیوں کے وحشیانہ قتل پر ہم خاموش تماشائی نہیں رہ سکتے۔ کسی مسلمان کو کلمہ گو کا خون بہانے کا حق حاصل نہیں ہے لہذا ہمیں آدھے پاکستان میں اخوت و محبت کے ساتھ زندہ رہنے کا ڈھنگ سیکھنا ہو گا۔

قارئین امید کی جانی چاہئے کہ گولڈن جوبلی کے موقع پر ہی ملک اپنی منزل کی طرف گامزن ہو جائے گا اور انتظامیہ پارلیمنٹ اور عدلیہ سب ادارے اپنا اپنا فرض ادا کریں گے۔ اگر ہماری قومی قیادت نے نظریہ پاکستان کی آبیاری کا فراموش کردہ سبق دوبارہ ازبر کر لیا اور ملک میں اللہ اور رسولؐ کے احکامات کو بالادستی عطا کر کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے پاکستان کو مثالی' اسلامی' فلاحی' جمہوری ریاست کا روپ دے دیا تو ان شاء اللہ پاکستان نہ صرف آنے والے دنوں میں اسلام کا مضبوط قلعہ بن جائے گا بلکہ اسے پوری دنیا میں مینارۂ نور کی حیثیت حاصل ہو گی۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ ملت اسلامیہ پاکستان کا ہر فرد اپنی انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنا اپنا یعنی اصل فریضہ سمجھے اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے پاکستان کو نظام خلافت کا گہوارہ بنانے کے لئے پر خلوص طریقے سے جدوجہد کرے' شاید کہ اسی طریقے سے خالق کائنات ہماری ماضی کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر ہمیں دنیا میں عزت و وقار اور سربلندی اقتدار سے ہمکنار کر دے اور آخرت میں ابدی کامیابی سے بھی سرفراز فرما دے۔ آمین


**KHALID TRADERS**

IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE

AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

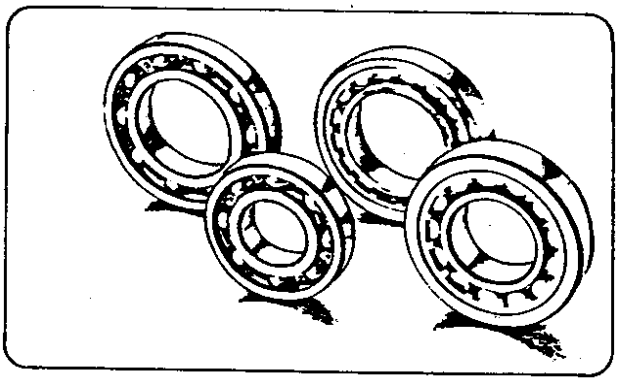

**PLEASE CONTACT**

TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65,
Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING



**ضرورت ہے**

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد کے دفتر کے لئے ایک قاصد / معاون دفتر کی ضرورت ہے۔ لازمی شرط رفیق تنظیم ہونا ہے۔ تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک' شرائط ملازمت اور مشاہرہ کے لئے امیر حلقہ سرحد سے ذاتی طور پر یا بذریعہ خط رابطہ کیا جائے۔ حلقہ سرحد سے تعلق رکھنے والے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 18-اے' ناصر مینشن' شعبہ بازار پشاور۔ فون: 091-214495

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶' شمارہ ۲۶
سالانہ زرتعاون -/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

# ہفتہ رفتہ کی خبریں

## ہم نے ۴۶ بڑے دہشت گرد پکڑ لئے' اب آگے عدالتیں جانیں ○ آئی جی

آئی جی پنجاب جہاں زیب برکی نے کہا ہے کہ حکومت سنگین جرائم میں ملوث ۴۶ بڑے دہشت گردوں کو گرفتار کر چکی ہے جن میں سے اکا دکا کو چھوڑ کر سب کے چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ انہیں سزائیں دینا عدلیہ کا کام ہے۔ ہم نے اپنا کام مکمل کر دیا ہے۔ اب عدلیہ کا کام ہے کہ انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی اور سنگین جرائم کے رجحانات کو اس لئے فروغ ملا کہ جرم کے ساتھ سزا نہ مل سکی۔ آئی جی پنجاب نے بتایا کہ ۴۶ بڑے دہشت گردوں سے تحقیقات کے دوران کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا کہ انہیں کسی ہمسایہ ملک کی شہ حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں میں فرقہ واراریت کم اور دہشت گردی زیادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی وارداتوں پر قابو کیسے پایا جائے کہ صادق گنجی کے قتل کی اپیل ۶ سال سے زیر التوا پڑی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شور کوٹ کے واقعہ میں ملوث دونوں ملزم اصلی ہیں اور میں یہ بات قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کہنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بدھ کے روز ایس ایس پی کے خلاف عوامی ردعمل فطری تھا۔ (نوائے' ۸/اگست)

## جمہوریت بچانے کا یہ آخری موقع ہے ○ چیف جسٹس

چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ دہشت گردی بہت تکلیف دہ صورت اختیار کر گئی ہے۔ مساجد اور امام بارگاہوں میں نہتے لوگوں کو گولیوں اور بموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان حالات میں عدلیہ خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ہم فرقہ وارانہ دہشت گردی کے سلسلہ میں حکومت کا موقف اور اس کی طرف سے کئے جانے والے اقدامات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بھی جاننا چاہئے کہ شیعہ سنی جھگڑا کیوں ختم نہیں ہو رہا۔ مسلمان کو مسلمان کا خون بہانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے تمام آئینی اداروں کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ ملک میں جلد ہی فرقہ واریت پر قابو پا لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ملک میں امن دیکھنا چاہتے ہیں۔ آدھا ملک ہم پہلے گنوا چکے ہیں باقی آدھے ملک کو بچانے کے لئے نظام کو بچانا ہوگا تب ہی ممکن ہے کہ تمام آئینی ادارے اپنا اپنا کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ کا کام آئین کی تشریح کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنا بھی ہے کہ دوسرے آئینی ادارے اپنے اپنے دائرہ اختیار کے اندر کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ از خود نوٹس لینے کا اختیار عدلیہ کو آئین اور قانون نے دیا ہے اور یہ حکومتی معاملات میں مداخلت نہیں ہے۔ (پاکستان' ۹/اگست)

## گولڈن جوبلی منانے کے مخالف مایوسی پھیلانا چاہتے ہیں' ○ خواجہ سعد رفیق

رکن صوبائی اسمبلی خواجہ سعد رفیق نے کہا ہے کہ پاکستان کی آزادی کی گولڈنی جوبلی منانے کی مذمت کرنے والے ملک دشمن عناصر نظریہ پاکستان پر ضربات لگا رہے ہیں اور ان کا مقصد عوام میں مایوسی پھیلانا ہے۔ ہفتہ کے روز یہاں گولڈن جوبلی کے سلسلے میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ زندہ قومیں اپنا یوم آزادی شایان شان طریقے سے مناتی ہیں۔ مسلم لیگ کی حکومت گولڈن جوبلی قومی جوش و جذبے سے منائے گی اور اندرون و بیرون ملک دشمن قوتوں کے لئے پیغام ہوگا کہ قوم اپنے مستقبل سے مایوس نہیں۔ صوبائی وزیر میاں معراج دین نے بتایا کہ ۱۳ اور ۱۴/اگست کی درمیانی شب والٹن کیمپ میں چراغاں کیا جائے گا۔ اور ان لوگوں کی یاد میں شمعیں روشن کی جائیں گی جو قیام پاکستان کے وقت لٹے پھٹے پاکستان پہنچے اور ۱۴/اگست کو سہ پہر تین بجے ناصر باغ سے ایک جلوس نکالا جائے گا جس کی قیادت وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کریں گے۔ (جنگ' ۱۱/اگست)

## لاہور اور ملتان کی مسجدوں میں دہشت گردی' ۱۳ جاں بحق

لاہور اور ملتان میں گزشتہ روز دہشت گردی کے واقعات میں تیرہ افراد ہلاک اور ۳۴ زخمی ہو گئے۔ دہشت گردی نے لاہور کے بیگم پورہ اور ملتان کے بوہر گیٹ کی مسجدوں کو نشانہ بنایا۔ لاہور میں انار کلی کے تاجر کو ہلاک کیا جو تحریک جعفریہ کے قانونی مشیر شاکر علی رضوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ بیگم پورہ کی جامع مسجد ضیا العلوم میں مغرب کی نماز کے دوران پانچ دہشت گردوں نے کلاشن کوفوں سے فائرنگ کی جس سے ۹ نمازی شہید اور ۹ زخمی ہوئے۔ ملتان کی بوہر گیٹ کی مسجد امیر معاویہ میں عشاء کی نماز کے وقت بم دھماکا ہوا جس میں ۳ نمازیوں نے شہادت پائی اور ۲۵ شدید زخمی ہو گئے۔ ان واقعات کے بعد لاہور اور ملتان کے شہری مشتعل ہو گئے اور حکومت اور انتظامیہ کے خلاف نعرے لگائے۔ پولیس سے مارپیٹ کی اور اس کو لاشوں کے قریب نہ آنے دیا۔ نصف شب کے بعد جی ٹی روڈ پر ٹریفک بحال کی جا سکی۔ (جنگ' ۷/اگست)

## اسرائیلی شہریت حاصل کرنا حرام ہے ○ مفتی فلسطین

مفتی فلسطین شیخ عکرمی صبر نے فتویٰ دیا ہے کہ اسرائیلی شہریت کا حصول حرام ہے اسرائیلی شہریت قبول کرنا اسرائیل کے فلسطین پر حق کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ خصوصاً فلسطینیوں کے لئے موجودہ حالات میں یہ امر قطعاً ناجائز ہے کیونکہ اس سے فلسطین میں مسلم آبادی کا توازن بگڑ سکتا ہے۔ (جنگ' ۷/اگست)

---

## بقیہ : اداریہ

---

ہے۔ ایک خوف و ہراس اور عدم تحفظ کا احساس تمام افراد قوم پر مسلط نظر آتا ہے۔ ہم نے گزشتہ پچاس سالوں میں سیاسی نظام کے حوالے سے ہر نوع کا تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے' آمریت' مارشل لاء' صدارتی جمہوریت اور پارلیمانی جمہوریت' ہم نے کیا کیا نہ کیا دیدہ و دل کی خاطر ـــــ لیکن ملک و قوم کی کشتی کو بحرانوں کے بھنور سے نکالنے اور مسائل کا پائیدار حل تلاش کرنے میں سب ناکام ثابت ہوئے۔ مولانا روم کے شعر کے مصداق کہ ؎ "دست ہر نااہل بیمارت کند' سوئے مادر آ کہ تیمارت کند" کے مصداق ہماری ہر آنے والی لیڈر شپ نے ہمیں پہلے کے مقابلے میں زیادہ سقیم اور علیل بنا دیا ـــــ لیکن اسے کیا کہئے کہ "سوئے مادر" آنے کے لئے پھر بھی تیار نہیں ہیں۔ ہمارے دکھوں کا مداوا اور جملہ مسائل کا حل صرف اور صرف نظام خلافت کے قیام میں مضمر ہے۔ وہی راز خلافت' جس کی تفسیر ہے پاکستان!